عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

5
جمادی الاول
۱۴۲۰ھ
ستمبر
۱۹۹۹ء

7 ستمبر 1974ء

سو سالہ جدو جہد کا نتیجہ

مسلمانوں کیلئے انتہائی خوشی کا دن

پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا

ماہنامہ لولاک ملتان

بیاد مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ ۳ ۳۶
5

قیمت فی شمارہ ۱۰ روپے

سالانہ ۱۰۰ روپے

بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

زیر سرپرستی

خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ

فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

رانا محمد طفیل جاوید

مینجر

قاری محمد حفیظ اللہ

مجلس منتظمہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ

علامہ احمد میاں حمادی ○ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد

مولانا مفتی محمد جمیل خان ○ مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اکرم طوفانی ○ مولانا جمال اللہ الحسینی

مولانا خدا بخش شجاع آبادی ○ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی حفیظ الرحمان ○ مولانا احمد بخش

مولانا محمد نذر عثمانی ○ مولانا غلام حسین

مولانا فقیر اللہ اختر ○ چوہدری محمد اقبال

مولانا قاضی احسان احمد ○ مولانا غلام مصطفیٰ

رابطہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان

☎ 061 514122

Fex : 061 542277

ناشر:۔ صاحبزادہ طارق محمود، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان، مقام اشاعت:۔ جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

اداریہ		۳
حقیقت مرزائیت	خطاب: حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ	۶
7 ستمبر ایک یادگار دن	زاہد منیر عامر	۱۲
عشق مصطفیٰ اور قاضی محمد زاہد الحسینیؒ	قاضی محمد ارشد الحسینی	۱۸
مرتد کی سزا	حضرت مولانا سرفراز خان صفدر	۲۱
قادیانی شبہات کے جوابات	ادارہ	۳۴
ام المومنین حضرت حفصہؓ	مولانا عبدالسلام ندوی	۳۷
گوہر شاہی کے حالات	مولانا حق نواز	۴۰
العرف الوردی فی اخبار المہدی	قاری قیام الدین: قسط نمبر ۱۱	۴۵
قادیانیوں کا ایک اعلان	مولانا اللہ وسایا	۴۸
ایس ایس پی ملتان کے نام خط	ادارہ	۵۱
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	۵۳
تبصرہ کتب	ادارہ	۶۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

7 ستمبر 1974ء...... تاریخی دن کے مذہبی اور ملی تقاضے

7 ستمبر 1974ء اس اعتبار سے امت مسلمہ کے لئے تاریخی اور یادگار دن ہے کہ اس دن 90 سالہ پرانا مسئلہ حل ہوا اور انگریزوں کا خود کاشتہ پودا اپنے انجام کو پہنچا اور پاکستان کی قومی اسمبلی نے اس ناسور کو ملت اسلامیہ کے جسد سے الگ کرتے ہوئے غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرار داد متفقہ طور پر منظور کی اور مسلمانوں نے اطمینان اور سکون کا سانس لیا۔ ورنہ 6 اور 7 ستمبر کی درمیانی رات پاکستان کے کروڑوں مسلمانوں پر جس طرح بھاری گزری اس کا حال تو خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔ بقول قائد تحریک ختم نبوت محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ "ہم لوگ کفن باندھ کر شہید ہونے کے لئے تیار ہو گئے تھے" بہر حال قومی اسمبلی نے یہ فیصلہ کس طرح کیا اور اس کے پیچھے کتنی بڑی تاریخ ہے اس کا اگر مفصل جائزہ پیش کیا جائے تو ہزاروں صفحات کم پڑ جائیں۔ مختصراً انگریزی دور حکومت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے اپنے آپ کو مناظر اسلام کی حیثیت سے متعارف کرایا۔ بعد ازاں اس نے اس قسم کی باتیں شروع کر دیں جو اسلامی عقائد کے خلاف تھیں۔ پھر اس نے اپنے آپ کو ملہم من اللہ اور مامور من اللہ ہونے کا اعلان کیا۔ پھر مجدد، مسیح موعود بنتا ہوا 1901ء میں جھوٹے نبی کے دعوے تک پہنچ گیا۔ علمائے لدھیانہ نے پہلے ہی مرحلہ پر اس کے کفر کا فتویٰ جاری کیا، بعد ازاں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، قبلہ پیر مہر علی شاہؒ، مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور مولانا داؤد غزنوی نے اس کی توثیق کی، 1908ء میں مرزا غلام احمد قادیانی واصل جہنم ہوا اور اس کے خلیفہ حکیم نور الدین اور اس کے بعد اس کے خلیفہ ثانی مرزا محمود احمد نے اپنے باپ کی جھوٹی نبوت کی تبلیغ شد و مد سے شروع کی اور یہ فتنہ پھیلنا شروع ہوا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد کی منسوخی کا اعلان کیا، تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کی اور نعوذ باللہ اپنے آپ کو محمد رسول اللہ قرار دیا بلکہ محمد ﷺ سے افضل گردانا۔ محدث العصر حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اس فتنہ کی سرگرمیوں کو اسلام کے لئے سب سے بڑا خطرہ محسوس کرتے ہوئے تمام علماء کرام کو جمع کیا اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھ پر خود بھی بیعت کی اور تمام علماء کرام کو بیعت کا حکم دیا اس طرح تحفظ ختم نبوت تحریک شروع ہوئی۔ انگریز نے فتنہ قادیانیت کے خلاف کام کرنے والوں کے لئے جیلوں کے دروازے کھول دیئے لیکن علماء کرام قربانیاں پیش کرتے

رہے۔ پاکستان بننے کے بعد 1953ء میں تحریک چلائی گئی جس کو فوج نے کچل دیا' ہزاروں مسلمان شہید ہوئے ایک لاکھ سے زائد پس دیوار زنداں ہوئے' 1974ء میں دوبارہ تحریک چلی اور 7 ستمبر کو تاریخی فیصلہ ہوا' 1984ء میں دوبارہ تحریک چلی اور امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا۔ اب صورتحال یہ ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا ہے لیکن قانون کی پاسداری ان پر قائم نہیں کی جاتی جس کی وجہ سے قادیانیوں کی ارتدادی اور تبلیغی سرگرمیاں جاری ہیں۔ مسلمان مطمئن ہو گئے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا' اب کسی تحریک کی ضرورت نہیں لیکن آج 7 ستمبر کا یہ تاریخی دن ہمیں اس بات کا احساس دلاتا ہے کہ ہم مطمئن نہیں' کیونکہ قادیانیوں نے غیر مسلم اقلیت قرار پانے کے بعد سب سے پہلے تو اس ترمیم کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور آج 20 سال گزرنے کے بعد بھی وہ اس ترمیم کی نہ صرف خلاف ورزی کرتے ہیں بلکہ اعلانیہ طور پر اس کو مسترد کرتے ہوئے اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں اور مسلمانوں کی طرح عبادت گاہیں بناتے ہیں' انہوں نے چیلنج کیا ہے کہ وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کا رشتہ حضور ﷺ سے چھڑا کر جھوٹے مدعی نبوت کے ساتھ جوڑیں گے' وہ عیسائیوں کی طرح روپے پیسے کے ذریعے غریب لوگوں کو گمراہ کرنے کے در پے ہیں' ڈش انٹینا اور انٹرنیٹ کے ذریعے انہوں نے گمراہی کا راستہ کھول رکھا ہے' انہوں نے ہر قادیانی کے ذمہ لگا رکھا ہے کہ وہ مسلمانوں کو گمراہ کرے' انہوں نے عیسائیوں اور یہودیوں سے گٹھ جوڑ کر کے مسلمانوں کو قادیانی بنانے کی مہم شروع کی ہے' انہوں نے غریب افریقی ممالک اور یورپ کی نئی نسل اور گم کردہ راہ نسلوں کو اپنا ہدف بنایا ہوا ہے۔ اسکولوں' کوچنگ سنٹروں' ہسپتالوں اور نوکریوں کے لالچ کے ذریعے وہ اپنے ارتدادی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس لئے ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے علاقوں اور ارد گرد کے ماحول پر نگاہ رکھے' ہر مسلمان کی سرگرمیوں پر نظر رکھے کہ کہیں کسی نوجوان مسلمان کو گمراہ تو نہیں کیا جا رہا' کسی مسلمان کے دین پر ڈاکہ تو نہیں ڈالا جا رہا' کوئی نوکری کی لالچ پر قادیانی بن کر لندن یا یورپ تو روانہ نہیں ہو رہا' کسی کوچنگ سنٹر یا ہسپتال کے ذریعے قادیانیت کی تبلیغ تو نہیں ہو رہی' دعوت کے بہانے ڈش انٹینا تو نہیں دکھایا جا رہا' انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کی تعلیم کے ذریعہ قادیانیت کی تبلیغ تو نہیں ہو رہی' مسجد کے نام پر مرزائی تو نہیں بنایا جا رہا' بزرگ کے نام پر مرزا طاہر کی ہفوات تو نہیں سنائی جا رہیں' کلیدی اسامیوں کے ذریعے افسران قادیانیت کی تبلیغ تو نہیں کر رہے۔ غرض ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ جھوٹے مدعی نبوت کی تبلیغ کا راستہ بند کر دے اور عزم کرے کہ قادیانیوں کو مسلمان کر کے چھوڑنا ہے۔ پس 7 ستمبر کے اس تقاضے کو پورا کرنا ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔

حضرت مولانا سراج الدین صاحبؒ

9ربیع الثانی 1420ھ بمطابق 23جولائی 1999ء بروز جمعہ 2بجے سہ پہر حضرت مولانا سراج الدین صاحبؒ رحلت فرماگئے : انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مرحوم کا سن 85 سے متجاوز تھا۔ پیرانہ سالی کا اثر تو طبعی امر ہے' بظاہر صحت مناسب اور بہتر تھی۔ جمعہ کے روز صبح قدرے نقاہت وضعف محسوس کرنے لگے تاہم نماز جمعہ مسجد میں ادا کرنے کے ارادہ سے تیار ہو کر وقت کا انتظار کر رہے تھے کہ اللہ کریم کے ہاں حاضری کا وقت موعود آپہنچا۔ بستر پر بیٹھے بیٹھے اللہ اکبر کہا اور واصل بحق ہوگئے۔

حضرت مولانا مرحوم عادات واخلاق میں فرشتہ صفت انسان تھے۔ تواضع وانکساری' فہم وفراست' متانت وتمکنت' میانہ روی واعتدال پسندی میں بہت ممتاز تھے۔ مرحوم ہمہ وقت زیر لب تبسم رہتے تھے' حدیث پاک کے الفاظ :"ان تلق اخاك بوجه طلق" کا صحیح ترین مصداق تھے۔ حضرت مرحوم کا آبائی وطن ڈیرہ اسماعیل خان تھا' ابتدائی دینی تعلیم اپنے علاقہ کے نامور علماء کرام سے حاصل کی' منتہی کتب دار العلوم دیوبند میں پڑھیں' یوں شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ اور دیگر اکابر سے دورہ حدیث پڑھنے کی سعادت سے مشرف ہوئے۔ مولانا سراج الدین صاحب مرحوم نے فراغت کے بعد درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا' اپنی پوری زندگی تعلیم وتعلم واشاعت علوم اسلامیہ میں کھپادی۔ آپ کئی سال جامعہ خیر المدارس جالندھر میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد اپنے آبائی وطن ڈیرہ اسماعیل خان میں دینی تعلیم کا مدرسہ "جامعہ نعمانیہ" قائم کیا۔ مرحوم کی زندگی کے پورے 53 سال اسی جامعہ میں گزرے۔ انہوں نے اپنی تمام تر صلاحیتیں "جامعہ نعمانیہ" کی توسیع وترقی اور علوم اسلامیہ کی ضیاپاشی کے لئے وقف کر رکھی تھیں۔

حضرت مولانا مرحوم کو حضرت امیر شریعتؒ اور اکابرین مجلس تحفظ ختم نبوت سے گہری عقیدت ومحبت تھی۔ موصوف حضرت امیر شریعتؒ اور مولانا جالندھریؒ کے زمانہ امارت تک مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ کے رکن رہے۔ تحریک ختم نبوت 1953ء' 1974ء میں اپنے اکابرین کے شانہ بشانہ قادیانیت کے خلاف دونوں تحریکوں میں بھرپور حصہ لیا۔ انہوں نے ناموس ختم نبوت کی پاسبانی اور دین اسلام کی سربلندی کے لئے انتھک محنت وجدوجہد کی۔ اللہ کریم حضرت مرحوم کو اپنی رحیمی وکریمی کے صدقے اپنے مقبول بندوں کی صف میں جگہ نصیب فرمائیں اور انہیں اپنی رضا وخوشنودی سے نوازیں۔ اللہ کریم مرحوم کے تمام اہل خانہ ان کے صاحبزادگان خصوصاً حضرت اقدس مولانا علاؤالدین صاحب دامت برکاتہم کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازیں۔ آمین

حقیقت مرزائیت

خطاب : مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ مسنونہ کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا !

صدر گرامی قدر و معزز حاضرین ! مرزائیت کے سلسلہ میں مجلس احرار اسلام کی اس پہلی کانفرنس کا یہ آخری اجلاس ہے۔ یہ قصہ جس قدر طویل اور یہ داستان جس قدر دراز ہے' وقت اتنا ہی مختصر ہے۔ بہرحال ہم نے آپ کو شرکت کی دعوت دی اور آپ نے شمولیت کی تکلیف فرمائی ہے۔ تو اب آپ کو کچھ دیر یہاں بیٹھنا ہو گا۔ اور ہمیں کچھ کہنا ہو گا

حضرات ! مرزائیت کی ابتداء سے آج تک جن اکابر جن علماء اور جن بزرگوں نے اس فتنہ کے استحصال کے لئے کوششیں کی ہیں۔ ہم ان کے مشکور اور ممنون ہیں۔ لیکن مرزائیت کا مسئلہ کوئی مذہبی جھگڑا یا دینی تنازع نہ تھا۔ بلکہ یہ گروہ برٹش امپیریلزم کا ایک نمائشی بت تھا۔ جس کی پشت پر انگریز کی تمام قوت وطاقت اس کی حفاظت و نگرانی کے لئے موجود تھی۔ اس لئے جن بزرگوں نے فرداً" فرداً" اس فتنہ کے سدباب کے لئے قدم اٹھایا وہ ان کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔ اس لئے کہ ان کی پشت پر کوئی جماعت منظم اور کوئی مضبوط تنظیم نہ تھی۔ اس لئے ضرورت اس امر کی تھی کہ کوئی منظم جماعت منظم طریق سے اس مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں لے۔ تاکہ اگر کوئی شخصیت اٹھ بھی جائے تو کام جاری رہے۔ چنانچہ جماعت احرار نے اپنی تمام بے سرو سامانی کے ساتھ اس بار کو اٹھایا ہے۔

حقیقت مرزائیت :۔

حضرات ! آج مجھے معلوم ہوا کہ شہر کے اکثر حصوں میں مرزائیوں نے یہ اعتراض کئے ہیں۔ کہ لو صاحب' ختم نبوت کانفرنس میں' ختم نبوت اجرائے نبوت' حیات مسیح' وفات مسیح' کی تائید یا تردید قرآن وحدیث سے کوئی دلائل تو پیش کئے ہی نہیں گئے۔ بلکہ سیاسی نوعیت کی تقاریر ہوتی رہی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جماعت احرار نے مذہبی مناظروں سے ہٹ کر مرزائیت کی شہ رگ پر انگوٹھا رکھ دیا ہے۔ یہ مذہبی مناظرے' یہ دینی بحثیں' یہ ختم نبوت' اجرائے نبوت کے مسائل' یہ آیات کا الٹ پھیر' یہ سب کچھ مرزائیوں نے محض خود کو

ایک دینی فرقہ اور ایک مذہبی پارٹی ظاہر کرنے کے لئے اٹھا رکھے ہیں۔ ورنہ مرزائیت نہ تو کوئی مذہب ہے اور نہ ہی اس کا کسی دین سے کوئی تعلق ہے۔ یہودیوں کا' نصرانیوں کا' سکھوں کا ہندوؤں کا تو کوئی مذہب ہے۔ وہ سچا ہو یا جھوٹا' حق ہو یا باطل۔ لیکن مرزائیوں کا کوئی مذہب نہیں۔ ان کا کسی مذہبی فرقے' کسی دینی گروہ سے کوئی رشتہ و تعلق نہیں۔ بلکہ جس طرح کوئی عادی مجرم' کوئی ملزم' کوئی قاتل اپنے جرم کے اظہار کے خوف سے خود کو محفوظ کرنے کے لئے گلے میں لمبا سا کرتہ پہن لیتا ہے۔ چہرے پر راکھ مل لیتا ہے' کمر میں زنجیر باندھ لیتا ہے' اور ہاتھ میں موٹا سا ڈنڈا پکڑ کر فقیر یا سادھو بن جاتا ہے۔ اسی طرح مرزائیوں نے حقیقت حال کے اظہار کے خوف سے مذہب کا یہ جامہ' دین کا یہ لبادہ اور اسلام کا یہ چوغہ پہن رکھا ہے۔ ورنہ اصل میں یہ محض ایک پولٹیکل پارٹی' ایک سیاسی گروہ' اور انگریزی جاسوسوں کا ایک گروپ ہے۔ جسے انگریز نے اپنی اغراض کے لئے پیدا کیا تھا۔ میرے پاس اپنے اس دعوے کے لئے دلائل موجود ہیں۔ مرزائی نہ تو دین کو جانتے ہیں' نہ اسلام کو سمجھتے ہیں۔ ان کا نہ تو قرآن کریم سے کوئی رشتہ ہے نہ ہی حدیث رسول ﷺ سے کوئی واسطہ۔ بلکہ محض بحث کے لئے انہوں نے چند آیات کا جھٹکا کر رکھا ہے۔ جن کا ہر جگہ الٹ پھیر کرتے رہتے ہیں۔ میں ایک روز ملتان میں ایک مسجد میں بیٹھا تھا۔ ایک طرف ایک مرزائی ایک مولوی صاحب سے بحث کر رہا تھا۔ مرزائی بار بار یہ کہتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ اور مولوی صاحب انکار میں سر ہلا دیتے۔ پندرہ بیس منٹ اسی ردوقد میں گزر گئے۔ میں اٹھ کر ان کے پاس آبیٹھا اور میں نے اس مرزائی کو اپنی طرف مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ آپ مولوی صاحب کو معاف فرمائیں اور ان کی جگہ مجھ سے بات کریں۔ وہ جھٹ کہنے لگا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ میں نے ہاتھ اٹھا کر کہا آؤ دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں جنت نصیب کریں۔ اور اب آگے بولیئے۔ وہ حیران سا رہ گیا اور کہنے لگا' اچھا نبوت جاری ہے۔ میں نے کہا تو پھر۔ وہ کہنے لگا' مرزا صاحب نبی ہیں۔ میں نے کہا' میں نبی ہوں۔ وہ کہنے لگا' تم کیسے۔ میں نے کہا مرزا کیسے۔ اگر وہ نبی ہو سکتے ہیں تو میں کیوں نہیں' اور اگر میں نبی نہیں ہو سکتا تو وہ کیونکر ہو گئے۔ اس پر وہ بیچارہ اس طرح خاموش ہو گیا کہ جیسے زبان گنگ ہو گئی ہو اور اس کا تمام علم ختم ہو گیا ہو۔

دو مثالیں :۔

یہ بتانے سے میرا مقصد یہ ہے کہ در اصل ان دینی بحثوں سے مرزائیت کا کوئی تعلق نہیں۔ اس سے ان کا مقصد محض حقیقت حال کو مسلمانوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھنا ہے۔ جہاں تک مرزائیوں کا فہم قرآن اور ربط دین سے تعلق ہے۔ دو ایک مثالوں سے اچھی طرح سمجھ جائیں گے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے

ہیں:

" وکلو مما رزقکم اللہ حلالاً طیباً۔ "

خدا نے تم کو جو حلال اور ستھری چیزیں دی ہیں انہیں کھاؤ۔ مرزائی اس آیت کی تشریح یہ کرتے ہیں کہ تم اس نبی کو مانو جو ٹوسٹ اور پیسٹری کے زمانہ میں آئے۔ اور چونکہ بجز مرزا کے اور کسی نبی کے زمانہ میں ٹوسٹ اور پیسٹری نہ تھی۔ اس لئے اسے نبی مانو۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" واتخذوا من مقام ابراھیم مصلیٰ۔ "

اور حضرت ابراھیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز بناؤ۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ یہ میری نبوت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ چودھویں صدی میں ایک ابراھیم آئے گا۔ اسے نبی مان لینا۔ اور وہ ابراھیم میں ہی ہوں۔ ان مثالوں سے اب آپ حضرات اندازہ کریں۔ کہ مرزائیت کا اسلام سے کیا رشتہ اور کیا تعلق ہے؟۔

ہماری تجویز :۔

حضرات! قرارداد جو آج آپ کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ موسس پاکستان حضرت علامہ اقبال مرحوم کے مطالبہ کے مطابق مرزائیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت تسلیم کیا جائے۔ اصل بات یہ ہے کہ مسلمان مرزائیت کی حقیقت سے لاعلمی کی وجہ سے یہ سمجھتا ہے کہ۔ جس طرح حنفی، وہابی، شیعہ، سنی، بریلوی، دیوبندی، یہ مسلمانوں کے فرقے ہیں۔ اسی طرح شاید مرزائی بھی اسلام کا ایک فرقہ ہے۔ اور یہ اس لئے کہ عہد انگریزی میں مرزائیوں کو بھی مسلمانوں کی فہرستوں میں لکھا جاتا تھا اور مسلمان جب کسی مشکل میں پھنس جاتا تو پھر اس سے مطالبہ کیا جاتا کہ مرزائیت کو قبول کرلو۔ نوکری بھی مل جائے گی، زن بھی مل جائے گی اور زر بھی مل جائے گا۔ تو وہ سوچتا اچھا حنفی نہ سہی وہابی ہی ہوگئے۔ دیوبندی نہ سہی بریلوی ہی ہوگئے، اور مسلمان نہ سہی مرزائی ہوگئے۔ اس لئے کہ یہ بھی تو مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ ہے۔ لیکن اگر حکومت قانون اور مملکت یہ فیصلہ دیدے۔ کہ مرزائی اسلام سے جدا دوسری قوم ہے تو یہ فتویٰ کسی عالم، پیر، ملا، یا مفتی کا فتویٰ نہ ہوگا۔ بلکہ ملک کا قانون ہوگا۔ جمہوریت کا فتویٰ ہوگا اور گورنمنٹ کا فیصلہ اور پھر کوئی مسلمان کسی قیمت پر بھی اپنے دین کو چھوڑنے پر تیار نہ ہوگا۔ آپ کسی مسلمان کے سامنے دنیا کی بڑی سے بڑی دولت کا ڈھیر لگادیں۔ اگر اس میں ایمان کا کوئی ذرہ بھی موجود ہے۔ تو وہ ایمان کو چھوڑنے اور اسلام سے روگرداں ہونے کو قبول نہ کرے گا۔

آپ کسی مسلمان کو بڑی سے بڑی ملازمت کا لالچ دیجئے کہ وہ ہندومت قبول کرلے' اس کے آگے سرمایہ کا انبار لگا دیجئے کہ وہ سکھ مذہب اختیار کرلے۔ وہ یقیناً" کبھی بھی اس کے لئے آمادہ نہ ہوگا۔ اس لئے کہ ملک کی حکومت اور مملکت یہ فیصلہ دے چکی ہے کہ اسلام ایک مذہب اور ہندومت دوسرا مذہب ہے۔ اگر حکومت مرزائیت کو بھی اس طرح علیحدہ اقلیت قرار دے دے۔ اس پر منصفانہ عمل کرے تو پھر مسلمانوں کے لئے مرزائیت کے جال میں پھنسنے کا کوئی خطرہ باقی نہ رہے گا۔ ملازمتوں میں تناسب ہوگا۔ الاٹمنٹوں میں حصہ کا تعین ہوگا۔ اور آج کی طرح یہ نہیں ہوگا کہ لائیں بھی ہم' پکائیں بھی ہم' اور بانٹنے کا چمچہ چوہدری ظفراللہ اور چوہدری عبداللہ کے ہاتھ میں دے دیا جائے۔

نبوت اور قومیت :۔

حضرات ! اس تجویز میں یہ کہا گیا ہے کہ قوم نبوت سے بنتی ہے۔ اس لئے مرزائیت کو اسلام سے الگ قرار دیا جائے۔ میں اس کی معمولی سی تشریح کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے سوچئے کہ ایک قوم دوسری سے الگ کیوں ہوئی ہے۔ ہندوستان میں ہم ایک قوم تھے' اور ہندو ایک قوم' عیسائی ایک قوم تھے' اور سکھ ایک قوم۔ وہ کونسی اختلافی چیز تھی کہ جس نے ایک گروہ کو دوسرے سے الگ کردیا۔ ہندو بھی اسی ملک میں اسی فضا میں رہتے سہتے' جیتے مرتے تھے۔ جس میں ہم' ان کے ظاہری اعضاء افعال بھی وہی تھے جو ہمارے۔ وہ بھی نیکی کو اچھا اور برائی کو برا سمجھتے تھے اور ہم بھی۔ تو پھر کیا قوم اس لئے بدل گئی کہ ہم خالق کائنات کو اللہ کہتے ہیں اور وہ رام کہتے تھے۔ ہم شلوار پہنتے ہیں وہ دھوتی باندھتے تھے۔ آخر وہ کونسی خصوصیت تھی کہ جس کی بنا پر ایک ہی ملک' ایک ہی فضا اور ایک سے ماحول میں رہنے والے ایک سے انسانوں میں تفریق ہوگئی۔ سنئے میں بتاتا ہوں۔ قومیت کی بنیاد نبوت پر ہے۔ جس نے محمد ﷺ کو مانا وہ مسلمان ہے' جس نے کرشن کو مانا وہ ہندو ہے' جس نے نانک کو مانا وہ سکھ ہوگیا' اور جس نے عیسیٰ علیہ السلام کو مانا وہ عیسائی ہوگیا۔ میں سچے اور جھوٹے کی بحث نہیں کررہا جو شخص بھی خود کو نبی کہتا ہے۔ چاہے اس کا دعویٰ حق ہو یا باطل جو اسے نبی مانیں گے وہ دوسروں سے کٹ جائیں گے اور پھر آپ خود فرض کیجئے۔

ایک شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا کا نبی مانتا ہے' وہ یہودی کہلاتا ہے۔ بیس برس کے بعد وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا نبی مان لیتا ہے' اب وہ یہودی نہیں رہا بلکہ عیسائی ہوگیا۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار نہیں کیا بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا اقرار کیا ہے۔ اب یہی شخص دس سال بعد نبی اکرم ﷺ کو اپنا نبی' امام' ہادی' اور مقتدا مان لیتا ہے۔ تو وہ عیسائیت سے نکل کر اسلام میں داخل

ہوجاتا ہے۔ اور اسلام میں داخل ہونے کے لئے اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار نہیں کیا بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا ہے۔

اور اب آگے سمجھئے کہ اگر یہی شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مان لیتا ہے تو وہ اسلام سے نکل کر مرزائیت کے دائرے میں داخل ہوجاتا ہے۔ اور اس کے لئے حضور ﷺ کی نبوت کا انکار شرط نہیں بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا اقرار شرط ہے۔ اور جس طرح یہودیت' عیسائیت' الگ قوم ہے اور عیسائیت اسلام سے الگ قوم ہے۔ اسی طرح مرزائیت بھی اسلام سے الگ ہے۔ اگر کافر اور مومن ایک قوم نہیں' ہندو اور مسلمان ایک قوم نہیں۔ جس طرح ایک نبی کا اقرار اور انکار کرنے والے یعنی مومن اور کافر الگ الگ قوم تصور ہوتے ہیں۔ اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کا اقرار وانکار کرنے والے بھی ایک دوسرے سے علیحدہ جدا قوم ہیں۔ یہ الگ بحث ہے کہ اس کا دعویٰ سچا ہے یا جھوٹا اور قائد اعظم کا جنازہ نہ پڑھنے کے استفسار پر جس طرح سر ظفراللہ خان نے مولانا محمد اسحاق مانسہروی کو بتایا تھا۔ کہ تم مجھے کافر سمجھ لو یا حکومت کو مسلمان' یا حکومت کو کافر اور مجھے مسلمان۔ بہرحال دونوں میں سے ایک ضرور کافر ہے' اور ایک ضرور مومن ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کون کافر اور کون مومن۔ مجھے اس وقت اس بحث کی ضرورت نہیں۔ اگر ہم مومن ہیں تو بھی تم سے علیحدہ اور اگر ہم کافر ہیں تو بھی تم سے علیحدہ۔ اس لئے کہ مومن و کافر کبھی ایک قوم نہیں ہوسکتے۔

اقبال اور مرزائیت :۔

یہ وہ بنیادی اصول تھا۔ یہی وہ بات تھی جس کی بنا پر حکیم الامت' نقاش پاکستان حضرت علامہ اقبال مرحوم نے مطالبہ کیا تھا۔ کہ مرزائیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت قرار دیا جائے لیکن افسوس اور صد افسوس کہ آج جب اقبال ؒ کے خوابوں کی تعبیر پوری نہ ہوئی۔ اس کا فلسفہ حقیقت بن کر پاکستان کی شکل میں طلوع ہوا تو اس کی روح تڑپ رہی ہے۔ کہ مرزائی آج بھی مسلمانوں ہی میں شمار ہیں۔

شہید مرتبت حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی نے مرتے وقت وصیت کی تھی۔ کہ جب ہندوستان میں انگریز کی حکومت ختم ہوجائے تو میری قبر پر کھڑے ہوکر کہنا۔ کہ آج انگریز کے اقتدار کا جنازہ اٹھ گیا اور ملک آزاد ہوگیا۔ جب بہاولپور میں مرزائیوں اور مسلمانوں کے مابین مقدمہ چل رہا تھا۔ تو سید انور شاہ صاحب ؒ نے فرمایا تھا کہ اگر میں مقدمہ کے فیصلہ سے پہلے ہی فوت ہوگیا تو میری قبر پر کھڑے ہوکر مقدمے کا فیصلہ سنا دینا۔ میں آج بزم اقبال کے عہدہ داروں' شیدایان اقبال اور پرستاران اقبال سے کہتا ہوں۔ کہ اقبال کی قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانے سے پہلے اس کی قبر پر کھڑے ہوکر کہو کہ اقبال تیرا مطالبہ پورا ہوگا' اور تیرے ملک میں

مرزائیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ کردیا جائے گا۔

مرزائیوں کا عمل :۔

یہ مسئلہ کی دینی اور آئینی حیثیت تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ مرزائیوں کا اپنا عمل بھی ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ وہ مسلمانوں سے علیحدہ رہے۔

(۱) جب ہندوستان کے فرقہ وارانہ مسائل کے حل کے لئے وزارتی مشن آیا تو مرزا بشیرالدین محمود امیر جماعت قادیان نے ان سے مل کر مطالبہ کیا کہ ہمارے حقوق مسلمانوں سے علیحدہ سکھوں اور پارسیوں کی طرح مقرر کئے جائیں۔

(۲) جس وقت باؤنڈری کمیشن کے سامنے دونوں ممالک کی حد بندیوں کا معاملہ پیش ہوا تو ہندوؤں کی طرف سے کانگرس نمائندہ کی حیثیت سے پیش ہوئی' اور تمام مسلمانوں کی طرف سے مسلم لیگ نے چوہدری ظفراللہ کو اپنا نمائندہ بنا کر پیش کیا۔ لیکن اس کے مرزائی ہونے کے باوجود بھی مرزائیوں نے اس پر اعتماد نہ کیا۔ اور مسلم لیگ یعنی مسلمانوں کے نمائندہ سے علیحدہ شیخ بشیر احمد کو جماعت احمدیہ' کے نمائندہ کے حیثیت سے پیش کیا۔ اور تیجا سنگھ کے روبرو اعلان کیا کہ قادیان ایک بین الاقوامی یونٹ بن چکا ہے اور اسے حق ہے کہ وہ خود فیصلہ کرے۔ کہ وہ پاکستان میں جانا چاہتا ہے یا ہندوستان میں۔

(۳) پاکستان میں آنے کے بعد بھی مرزائیوں نے اپنے طرز عمل میں کوئی تبدیلی پیدا نہ کی۔ بلکہ ربوہ میں اپنا جدا شہر اس انداز سے بسایا کہ کوئی "غیر قادیانی" وہاں آباد نہ ہوسکے۔

(۴) اس سے ہٹ کر پھر مرزائیوں نے "فرقان فورس" کے نام پر اپنی جدا خالص مرزائی فوج تشکیل دی۔ جو انگریز افسروں کے ایماء سے ایک عرصہ تک کشمیر کے محاذ پر پڑی رہی' اور آخر ۲۳ اپریل ۱۹۵۰ء کو لاہور اور دوسری تاریخوں کو جہلم اور راولپنڈی میں سردار آفتاب احمد خان سیکرٹری جموں وکشمیر مسلم کانفرنس اور اللہ رکھا ساغر صدر جموں وکشمیر کانفرنس کے شدید احتجاج پر ربوہ واپس کردی گئی۔

(۵) مرزا بشیرالدین محمود نے اپنے مبلغوں کو حکم دیا کہ وہ سارے بلوچستان کو احمدی بنالیں۔ تاکہ پاکستان میں ایک صوبہ تو ایسا ہوسکے جسے وہ اپنا صوبہ کہہ سکیں۔ مرزائیوں نے اپنے ان اعمال اور ان عزائم سے پوری طرح واضح کردیا ہے۔ کہ وہ خود کو مسلمانوں سے علیحدہ سمجھتے ہیں' اور پاکستان میں ان کی سرگرمیاں فلسطین میں یہودیوں کی طرح ایک نئے اسرائیل کا پیش خیمہ ہیں۔ اس لئے ہم ملک وملت کی حفاظت کے نام پر حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ مرزائیوں کو مسلمانوں سے جدا اقلیت قرار دے۔ تاکہ ملت و مملکت ان

بقیہ صفحہ 63 پر

7 ستمبر ایک یادگار دن

زاہد منیر عامر

ہماری قومی تاریخ کے بعض نہایت اہم واقعات بوجوہ نظروں سے اوجھل رہے ہیں۔ قیام پاکستان سے قبل اور اس کے بعد برصغیر پاک و ہند میں تحفظ ختم نبوت کے لئے کی گئی جدوجہد کا شمار بھی اسی نوع کے واقعات میں ہوتا ہے۔

یہ صحیح ہے کہ 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر اس مسئلہ کو بڑی حد تک طے کر دیا تھا لیکن 7 ستمبر 1974ء تک پہنچنے کے لئے قوم کو کتنی جفاکشوں، کتنے امتحانوں اور کتنی کربلاؤں سے گزرنا پڑا، اس کی ایک طویل تاریخ ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے برطانوی استعمار کی شہہ پر 1901ء میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا علماء نے اس وقت ہی سے قادیانیوں کا تعاقب شروع کر دیا تھا لیکن اس وقت کے مخصوص سیاسی، مذہبی اور سماجی حالات نے علماء کی آواز کو اس مسئلہ میں وہ اہمیت حاصل نہ کرنے دی جس کی وہ مستحق تھی۔ قادیانیت کی جڑیں رفتہ رفتہ سرزمین ہند میں مضبوط ہوتی گئیں۔ انفرادی اور اجتماعی سطحوں پر اگرچہ اس کا تعاقب بھی جاری رہا مگر فی الجملہ یہ تحریک کوئی مضبوط شکل اختیار نہ کر سکی۔

اس کی وجہ برطانوی حکومت کی طرف سے قادیانیت کی سرپرستی تھی، لیکن آہستہ آہستہ حالات بدلتے رہے اور قادیانیت کے گرد علماء کا حصار تنگ ہونے لگا۔ علماء لدھیانہ، علماء دیوبند، محدث الکبیر علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ، قبلہ پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور ہر مسلک و مکتب فکر کے علماء کرام نے کسی لمحہ قادیانیت پر اپنی گرفت ڈھیلی نہ ہونے دی، لیکن برطانوی حکومت کی سرپرستی ان علماء کرام کی کوششوں کا توڑ پیدا کرتی رہی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مرزائیت مذہبی طور پر تو ہمہ گیری حاصل نہ کر سکی جو اس کی بنیاد رکھنے والی قوتوں کے پروگرام میں شامل تھی، لیکن سیاسی طور پر اس کے بعض بزرجمہروں کو سیاسیات ہند میں قدم جمانے کا موقع مل گیا۔

قادیانیوں کے آنجہانی خلیفہ ثانی مرزا محمود احمد نے سیاسیات ہند میں کھلے عام دلچسپی لینا شروع کی۔ سر ظفر اللہ خاں قادیانی جماعت کے لئے ایک مضبوط سہارے کی حیثیت رکھتے تھے اور سر فضل حسین کی نگاہ کرم ظفر اللہ خاں قادیانی کے لئے برطانوی حکومت میں مقام پیدا کرتی رہی۔ یہی وجہ تھی کہ 1930ء میں قائم ہونے والی کشمیر کمیٹی کی صدارت پر علامہ اقبال کے کمیٹی کے رکن ہونے کے باوجود مرزا محمود احمد قابض ہو گئے اور تحریک کشمیر کی آڑ میں قادیانیت کی تبلیغ کا انوکھا پروگرام شروع کر دیا' حال ہی میں شائع ہونے والی شیخ عبداللہ کی سوانح یاداشتیں "آتش چنار" جو اس حقیقت کی تصدیق کرتی ہیں۔

1932ء میں جب فضل حسین کی جگہ وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں مسلمانوں کی نمائندگی کا سوال پیدا ہوا تو سر فضل حسین نے ظفر اللہ قادیانی کا نام پیش کر دیا حالانکہ دنیا جانتی تھی کہ ظفر اللہ خاں راسخ العقیدہ قادیانی ہیں' لیکن برطانوی حکومت چونکہ قادیانیت کو پروان چڑھانے پر تلی ہوئی تھی اس لئے اس تقرر کے خلاف احتجاج کرنے والی آوازوں کو دبانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا گیا۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے رفقاء 1914ء سے قادیانیت کے تعاقب کے سلسلہ میں کام کر رہے تھے۔ مولانا ظفر علی خاں نے اس مرحلہ پر تحریک میں ایک نیا رنگ پیدا کیا اور قادیانی مسئلہ کو مذہبی دائرہ سے نکال کر خالصتاً ایک سیاسی تحریک کے طور پر اس کا احتساب شروع کر دیا' اس سے تحفظ ختم نبوت کی تحریک ایک نئے مرحلے میں داخل ہو گئی' قادیانیت کے تعاقب کے سلسلہ میں اکتوبر 1934ء کو قادیان میں منعقد ہونے والی احرار کانفرنس انتہائی اہم قرار دی جائے گی جس میں پہلی مرتبہ عوامی سطح سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا۔

اس کانفرنس میں تقریر کرنے کے جرم میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پر بنائے گئے مقدمہ کے فیصلہ کے خلاف اپیل پر گورداسپور کے سیشن جج مسٹر جی ڈی کھوسلہ نے جو فیصلہ تحریر کیا اس نے قادیانیت کے وجود پر ضرب کاری لگائی۔ بہاول پور کے مشہور مقدمہ کی ہمہ گیر کارروائیوں نے اس تحریک کے ضمن میں مزید دلچسپی پیدا کی اور اس طرح قیام پاکستان تک یہ جدوجہد مختلف شکلوں میں جاری رہی۔

قادیانی اصلاً قیام پاکستان کے حق میں نہ تھے' کیونکہ اس طرح ان کے اکھنڈ بھارت کے نظریے پر ضرب پڑتی تھی اور برطانوی استعمار کے مفادات کو خطہ میں نقصان پہنچتا تھا جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی

تعلیمات کے مطابق انگریزی مفادات کی نگہبانی قادیانی جماعت کے اولین فرائض میں شامل ہے۔

آنجہانی مرزا محمود احمد نے پاکستان کے مطالبہ کو غلامی مضبوط کرنے والی زنجیر قرار دیا۔

(ملاحظہ ہو الفضل 13 جون 1944ء)

اور کہا کہ اگر ملک تقسیم ہو گیا تو ہم اس پر راضی نہیں ہوں گے اور کوشش کریں گے کہ ملک دوبارہ جلد سے جلد متحد ہو جائے۔

(الفضل 17 مئی 1947ء)

جب مرزا محمود احمد اور ان کے پیروکاروں کی منشاء و کوشش کے خلاف پاکستان کا قیام عمل میں آگیا تو انہوں نے یہاں کم از کم کسی ایک خاص خطے پر قبضہ جمانے کے لئے کوششیں شروع کر دیں۔ اس مقصد کے لئے مخصوص جغرافیائی پس منظر کے تحت بلوچستان کا انتخاب کیا گیا۔ مرزا محمود احمد نے اعلان کیا کہ بلوچستان اب ہماری ریاست ہوگا' یہ اب ہمارے ہاتھوں سے نہیں نکل سکتا' یہ ہماری شکار گاہ ہو گا دنیا کی ساری قومیں مل کر بھی یہ علاقہ ہم سے نہیں چھین سکتیں۔

(تحریک ختم نبوت از شورش کاشمیریؒ صفحہ 86)

مرزا محمود احمد نے اپنی کوئٹہ کی ایک تقریر میں بھی اس ارادے کا اظہار کیا کہ وہ بلوچستان کو احمدی صوبہ بنانا چاہتے ہیں۔ جسٹس منیر اور جسٹس کیانی نے اپنی رپورٹ میں اس تقریر کو نامناسب اور اشتعال انگیز قرار دیا ہے۔

(ملحوظ ہو رپورٹ تحقیقاتی عدالت فسادات پنجاب 1953ء صفحہ 280)

ظفر اللہ خان قادیانی جو اس وقت پاکستان کے وزیر خارجہ تھے اور دوسرے قادیانی سرکاری افسران انہی مقاصد کی تکمیل کے لئے اپنی جماعت کی معاونت کر رہے تھے۔ اسلامیان پاکستان کا اس امر پر اضطراب لازمی تھا چنانچہ اس صورت حال پر غور کرنے کے لئے 9 مئی 1951ء کو برکت علی ہال لاہور میں ایک کنونشن کی بنیاد پر لاہور اور کراچی میں مختلف اوقات میں علماء کی میٹنگیں ہوئیں' بالآخر آل مسلم پارٹیز کنونشن کے بعد مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم ہوئی جس نے حکومت سے مندرجہ ذیل مطالبات کئے :

1...... ظفر اللہ خاں قادیانی کو وزارت خارجہ سے الگ کیا جائے۔

2...... قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

3...... قادیانیوں کو ملک کی کلیدی اسامیوں سے علیحدہ کیا جائے۔

ان مطالبات کی منظوری کے لئے مختلف طریقے آزمائے گئے' اولاً خواجہ ناظم الدین وزیراعظم پاکستان سے مختلف ملاقاتوں میں یہ مطالبات پیش کئے گئے مگر انہوں نے انہیں تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جس کی بناپر فروری 1953ء میں ڈائریکٹ ایکشن کا فیصلہ کیا گیا' امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اس تحریک کے مرکزی راہنما تھے ان کی ہدایات پر داعیان تحریک نے تمام مکاتب فکر کے علماء کو مجلس عمل کے پلیٹ فارم پر یک جا کر لیا تھا۔ مولانا ابوالحسنات محمد احمد ڈائریکٹ ایکشن کی تحریک کے پہلے ڈکٹیٹر قرار پائے' وزیراعظم کی کوٹھی پر پہلا قافلہ ان کی سرکردگی میں روانہ ہوا مگر وزیراعظم نے مطالبہ منظور کرنے سے صاف انکار کر دیا اور کراچی میں جمع ہونے والے تحریک کے راہنماؤں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' مولانا ابوالحسناتؒ ماسٹر تاج الدین انصاریؒ' صاحبزادہ فیض الحسنؒ' مولانا لال حسین اخترؒ' سید مظفر علی شمسی اور مولانا عبدالرحیمؒ جوہر وغیرہ کو گرفتار کر لیا' صرف ان کی گرفتاریوں پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ مغربی پاکستان کے سینکڑوں کارکنوں کو بھی نذر زنداں کر دیا گیا جس سے ملک بھر میں احتجاج شروع ہو گیا۔ حکومت نے بجائے تحریک کے مطالبات کو سننے اور ان پر غور کرنے کے تحریک کو تشدد کے ذریعے دبانا شروع کر دیا جب حالات بے قابو ہوتے نظر آنے لگے تو 6 مارچ 1953ء کو لاہور میں مارشل لاء نافذ کر کے شہر کو فوج کے حوالے کر دیا گیا' مارشل لاء کے ایام میں اپنے ہی ملک کے نہتے شہریوں پر بے دریغ گولیاں برسائی گئیں اور جگہ جگہ آگ و خون کا دریا گرم کیا گیا' تحریک کے لیڈر جیلوں میں تھے عوام پر انتہائی تشدد کیا جارہا تھا' ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگانا جرم قرار دیا جا چکا تھا' قادیانی افسران اسلام اور مسلمانوں کی اس ہزیمت پر بغلیں بجاتے اور اپنے حلقہ اثر میں تحریک کو نقصان پہنچانے کے لئے سعی کرتے۔ نتیجۃً تحریک کو سختی سے کچل دیا گیا۔

ایک اندازے کے مطابق اس دوران تقریباً دس ہزار افراد نے جام شہادت نوش کیا' مجروحین کی تعداد پندرہ ہزار کے قریب تھی' تحریک کے بعد گورنر پنجاب نے جسٹس محمد منیر کی صدارت اور جسٹس کیانی (رکن) پر مشتمل ایک تحقیقاتی عدالت قائم کی جس نے 117 اجلاسوں کے بعد 10 اپریل 1954ء کو اپنی رپورٹ پیش کی۔

یہ تحریک نظر بظاہر ختم ہو گئی لیکن جیلوں سے رہائی کے بعد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اوران کے رفقاء نے سیاسیات سے کلیۃً علیحدگی اختیار کر کے خالصتاً غیر سیاسی‘مذہبی تنظیم مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا جس کا اولین مقصد عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ تھا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے مختلف صورتوں میں تحریک ختم نبوت کو زندہ رکھا ہر چند کہ تحریک ختم نبوت 1953ء کامیابی سے ہمکنار نہ ہو سکی‘لیکن اس نے تاریخ پر نہایت دور رس اور گہرے اثرات مرتب کئے۔ یہی وجہ تھی کہ 1974ء میں تحریک ایک مرتبہ پھر شروع ہوئی اس تحریک کا نقطہ آغاز چناب نگر(ربوہ)ریلوے اسٹیشن کا وہ واقعہ بنا جس میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے سیر وسیاحت کے لئے جانے والے طلبہ کو قادیانی نوجوانوں نے ریلوے اسٹیشن پر بوگیوں میں زدوکوب کیا اور ان سے ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگانے کا بدلہ چکایا‘ اس واقعہ پر پورے ملک میں احتجاج واضطراب کی لہر دوڑ گئی‘لاہور میں علماء اور دانشوروں کی ایک میٹنگ قائم کی گئی جس میں تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام اور مختلف زعما شامل تھے۔اس تحریک کی قیادت شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ فرمارہے تھے جبکہ مولانا عبدالستار خاں نیازی نے مجلس عمل کے نائب صدر کے فرائض سرانجام دیئے تھے۔

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں یہ تحریک 31 مئی 1974ء سے 7 ستمبر 1974ء تک پورے جوش وخروش اور ولولے کے ساتھ جاری رہی‘ملک بھر میں جلسوں اور جلوسوں کے ذریعے قادیانیوں کے اقتصادی وعمرانی بائیکاٹ کے ذریعے عوام نے قادیانیت سے متعلق اپنے جذبات کا بھرپور اظہار کیا‘اس دوران واقعہ چناب نگر(ربوہ)کی تحقیقات کے لئے ایک خصوصی عدالتی ٹریبونل قائم کیا گیا جس نے مختلف اشخاص کے بیانات جن میں آنجہانی مرزا ناصر احمد خلیفہ چناب نگر(ربوہ)بھی شامل تھے قلمبند کئے‘قومی اسمبلی کے خصوصی اجلاس میں بھی مرزا ناصر احمد کو اپنا موقف پیش کرنے کا پورا موقع فراہم کیا گیا اسی دوران مولانا مفتی محمودؒ‘ علامہ شاہ احمد نورانی نے پارلیمانی سطح پر ناقابل فراموش خدمات سرانجام دیں اور بالآخر دوماہ کے 28 اجلاسوں میں مجموعی طور پر 96 گھنٹے کی بحث وتمحیص اور 11 روز تک مرزا ناصر احمد قادیانی پر 42 گھنٹے اور لاہوری شاخ کے امیر پر 7 گھنٹے کی جرح کے بعد پاکستان کی منتخب قومی اسمبلی نے 7 ستمبر 1974ء کو شام 4:35 منٹ پر ملت اسلامیہ کا پون صدی پرانا مسئلہ نمٹاتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور اس مقصد کے لئے آئین 1973 کی دفعہ 106(3)اور

دفعہ 260 میں ترمیم کر دی گئی۔

یہ فیصلہ دراصل اسلامیان برصغیر کی اس عظیم جدوجہد کا ثمر تھا جس میں ہزاروں افراد عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہو کر شمع رسالت پر نثار ہو گئے اور ان علماء کرام وزعما کی کاوشوں کا نتیجہ تھا جنہوں نے ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کر دیا اور قادیانی امت کے تعاقب واحتساب کو دنیاوی اغراض' ستائش کی تمنا اور صلے کی پرواہ سے بے نیاز ہو کر اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا۔

حضور ﷺ کی ختم نبوت کا یہ اعجاز کبھی فراموش نہیں کیا جا سکے گا کہ اس کے طفیل مسلمانوں کے وہ فرقے جو بعض مواقع پر آپس میں متحارب ومعاند گروہوں کی حیثیت رکھتے تھے ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لئے یک جان ہو گئے اور اس پلیٹ فارم سے دیوبندی' بریلوی' اہل حدیث' شیعہ اور سنی دوہائی کی قید یکسر اٹھا دی جو کوئی جس فرقہ سے متعلق تھا اس نے اپنی فرقہ وارانہ حیثیت کو ناموس رسالت ﷺ کے نام پر قربان کر دیا اور ختم نبوت کی تحریک کو وہ آواز اور قوت عطا کی جس نے بالآخر 7 ستمبر 1974ء کو قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دلوا کر دم لیا۔

بقیہ از صفحہ 36

دلیری سے آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر مرزا قادیانی کی افتراء پردازی کی فہرست بڑی طویل ہے مگر میں سردست ان ہی دس مثالوں پر اکتفا کرتا ہوں اور قادیانیوں سے دریافت کرتا ہوں کہ "جماعت احمدیہ کے مقدس بانی" کی طرف کوئی معمولی سی بات منسوب کرنا تو ان کے نزدیک ناقابل معافی جرم ہے۔ کیا سرور کائنات ﷺ کی طرف غلط فقرے گھڑ کر منسوب کرنا ان کے نزدیک جائز ہے؟ سرور کائنات ﷺ کا ارشاد تو یہ ہے کہ "جو شخص عمداً میری طرف غلط بات منسوب کرے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔" لیکن شاید قادیانیوں کے نزدیک ایسا مفتری "مسیح موعود" بن جاتا ہے۔۔۔۔۔۔فیاللعجب!

یہاں تک مرزا غلام احمد قادیانی کے خدا اور رسول پر جھوٹ باندھنے کی بیس مثالیں عرض کر چکا ہوں۔ اب مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹ اور افتراء کی دس اور مثالیں پیش خدمت ہیں۔ (باقی آئندہ)

عشق مصطفیٰ ﷺ اور مولانا قاضی محمد زاہد الحسینیؒ

تحریر: قاضی محمد ارشد الحسینی

خالق کائنات نے دین حق کی آبیاری کے لئے جن پاکیزہ نفوس کو چنا ان میں جماعت علماء دیوبند ایک امتیازی شان رکھتی ہے۔ دین حق کے ہر شعبے میں ان کی خدمات جلیلہ مسلمہ ہیں۔ ان میں مفسر بھی ہیں محدث بھی ہیں، مدرس بھی، زاہد بھی، مجاہد بھی، باطل کے لئے للکار بھی ہیں۔ غرض ہمہ صفت و موصوف شخصیات ہیں مگر جو وصف ان تمام صفات کو عروج اور کمال تک پہنچانے والا اور اس میں نورانیت پیدا کرنے والا ہے وہ امام الانبیاء ﷺ کے ساتھ محبت و عشق ہے اس میدان میں بھی یہ پاکیزہ لوگ بحمد اللہ سب سے آگے نظر آتے ہیں۔

ذیل میں زمانہ حال کی عظیم روحانی شخصیت حضرت اقدس مولانا قاضی محمد زاہد الحسینیؒ کے خاتم الانبیاء رحمت دو عالم ﷺ کی ذات سے عشق و محبت کے چند واقعات ذکر کئے جاتے ہیں۔

1۔ ہمارے گھر واقع اٹک شہر کے چھوٹے سے صحن میں کھجور کا ایک درخت ہے۔ عرصہ دراز سے اس پر کوئی پھل نہیں آتا۔ میں نے ایک دن حضرت لباجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ لباجی! اس پر کوئی پھل تو آتا نہیں اجازت ہو تو اسے نکال دیں۔ حضرت نے فرمایا نہ بیٹا نہ۔ ہمیں پھل کی ضرورت نہیں، یہ تو میں ۱۹۷۴ء میں آخری حج کے لئے گیا تھا تو مدینہ منورہ کی کھجوریں لایا تھا اس کی گٹھلی زمین میں گاڑی ہے یہ وہی پودا ہے صبح سویرے جب نماز کے لئے جاتا ہوں تو اس درخت کی زیارت کر لیتا ہوں کہ الحمد للہ مدینہ منورہ کی کھجور کی زیارت کر لی ہے۔

2۔ میرے قیام سعودی عرب کے دوران ایک دفعہ فرمایا:

جب روضہ اطہر پر حاضری نصیب ہو تو صلوٰۃ و سلام کے بعد یہ عرض کرنا۔ اے اللہ کے نبی ﷺ میں قاضی محمد ارشد الحسینی ابن قاضی محمد زاہد الحسینی آپ کا ایک گنہ گار اور حقیر امتی آپ کے در اقدس پر حاضر ہوں اور میں آپ کے سامنے اپنے ایمان کی تجدید کرتا ہوں اشہد ان لا الہ الا

الله وحده لا شريك له واشهد ان محمد عبده ورسوله۔ آپ میرے اس ایمان کے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گواہ ہو جایئے۔

3۔ دوران سفر عمرہ، مکہ مکرمہ میں ایک دن فرمانے لگے۔ گاڑی نکالو! عرفات کی طرف چلتے ہیں، میں نے عرض کیا ابا جی حج کے علاوہ تو عرفات، منیٰ، مزدلفہ میں کوئی نہیں ہوتا۔ حضرت نے فرمایا، تم چلو تو سہی، چنانچہ جب ہم روانہ ہوئے، تو فرمانے لگے، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ تک ہر نبی نے حج کیا ہے اور حج انہی مقامات پر ہوتا ہے۔ باقی نقشے وغیرہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں لیکن یہ پہاڑ وہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے ہر نبی **نے دیکھے ہیں** اور خصوصاً سرکار دو عالم ﷺ نے تو بارہا ان پہاڑوں پر رحمت کی نظر ڈالی ہے اس لئے ان پہاڑوں کو جی بھر کر دیکھ لو اس ارادے اور نظریے سے کہ ہماری نظر انہی مبارک پہاڑوں پر پڑ رہی ہے جن پر ہر نبی کی مبارک اور رحمت والی نظر پڑتی تھی۔

4۔ ربیع الاول کا مہینہ وہ مبارک اور سعادت والا مہینہ ہے جس میں باعث تخلیق کائنات فخر موجودات محبوب رب ذوالجلال رحمت کائنات ﷺ کی آمد آمد ہوئی۔ اس نسبت سے حضرت ابا جی رحمۃ اللہ علیہ اس ماہ ربیع الاول کو ربیع المنور فرماتے اور لکھتے تھے۔

5۔ حضرت والا کا اپنا بھی یہ معمول تھا اور ہر زائر حرم کو فرماتے بھی تھے کہ زیادہ سے زیادہ اپنا وقت حرمین الشریفین کے اندر گزارو، چنانچہ خود بھی جب مدینہ طیبہ قیام فرماتے تو نماز تہجد کے لئے مسجد نبوی میں داخل ہوتے اور نماز عشاء ادا فرما کر باہر تشریف لاتے اور ایک عجیب بات یہ ارشاد فرماتے کہ حرمین الشریفین میں تلاوت کلام پاک تسلسل سے کرتے رہیئے جتنی بار تکمیل کر سکو بہتر ہے لیکن جب واپسی کا ارادہ ہو تو قصداً چند سپارے چھوڑ دو اور دعا یہ کرو کہ اے اللہ میں تیرے اس کلام مجید کی تکمیل تیرے گھر اور تیرے نبی کے در پر ہی آکر کروں گا تو اسے اللہ تعالیٰ پھر حرمین الشریفین میں پہنچائے گا۔

6۔ 1404ھ مطابق 1984ء مدینہ مسجد اٹک میں اعتکاف فرما رہے تھے تو یہ خواب دیکھا:۔

ایک دن معتکف میں سید دو عالم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں بیٹھے بیٹھے درود شریف پڑھتے پڑھتے تھک جاتا ہوں اجازت فرما دیجئے تو تکیہ لگا لیا

کروں؟ آپ نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا! تجھے اجازت ہے۔ الحمد للہ

7۔ اسی محبت وعشق کا اثر تھا کہ حضرت لاباجی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے رحمت دوعالم ﷺ کی حیات طیبہ پر ایسی عمدہ کتاب منظر عام پر آئی جس کے مطالعہ سے کئی عشاق کو نبی ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور خاص کر اکابرین دیوبند نے ایسا خراج تحسین پیش کیا جو کم ہی کسی کے نصیب میں آیا ہو گا۔ چنانچہ صرف تین اکابر کی رائے گرامی پیش کی جاتی ہے۔

1۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ، سراپا خیر حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :۔ "مطالعہ کی برکت سے احقر اپنے قلب میں محبت نبوی ﷺ میں ترقی واضافہ محسوس کرتا ہے"۔

2۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ استاد مفتی دارالعلوم دیوبند نے فرمایا :۔ "مجھے بھی اس سے بڑا نفع پہنچا اور دل سے دعا نکلی"۔

3۔ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ حضرت محمد انوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :

"عجیب اتفاق ہے رحمت کائنات دیکھ رہا تھا غالباً ۳ رمضان المبارک تھا دوپہر کا وقت تھا قیلولہ کیا۔ آنحضرت سرور کائنات ﷺ کی زیارت مبارک سے مشرف ہوا کچھ صحابہ کرامؓ بھی ساتھ تھے حضرت ابوہریرہؓ حضرت انسؓ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کا نام یاد رہ گیا ہے۔ حیات النبی ﷺ کے مسئلہ کی تحقیق پر خوشی کا اظہار فرمایا"۔

8۔ حضرت لاباجی رحمۃ اللہ علیہ سے گو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین متین کی بہت خدمت لی۔ لیکن اسی محبت وعشق رسول ﷺ کا اثر تھا کہ آپ نے اسی رحمت کائنات میں تحریر فرمایا :۔

روز قیامت ہر کسے در دست زار دنار
من نیز حاضر ے شوم اوراق رحمت در بغل

ترجمہ : قیامت کے دن ہر آدمی اپنا اپنا نامہ اعمال تھامے ہوئے حاضر ہوگا اور یہ گنہ گار رحمت کائنات کے اوراق بغل میں دبائے ہوئے حاضر ہوگا انشاء اللہ

اس عشق و محبت کے جذبے سے سرشار جب سفر آخرت کی تیاری ہوئی تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی لوح مزار پر یہ کلمات لکھنے کا حکم فرما کر اپنے رحیم و کریم اللہ کے سامنے حاضر ہو گئے۔

"رحمت کائنات" کا مصنف ... کائنات کے حضور میں

مرتد کی سزا

قرآن وحدیث کی روشنی میں

شیخ الحدیث مولانا سرفراز خاں صفدر

اسلام میں غیر مسلموں کے لئے تبلیغ وترغیب تو ہے۔ لیکن لا اکراہ فی الدین کے قاعدہ کے مطابق جبراً کسی کو مسلمان نہیں بنایا جاسکتا۔ لیکن اگر کوئی مسلمان ہے اور وہ بدبخت اسلام سے پھر کر مرتد ہو جائے (العیاذباللہ تعالیٰ) تو وہ خدا تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺ کا باغی ہے۔ جب دنیا کی کسی حکومت میں باغی کسی رعایت کا مستحق نہیں بلکہ تختہ دار پر لٹکائے جانے کے قابل ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے باغی کے لئے رعایت کی گنجائش کیسے؟ بلکہ اگر قتل سے کوئی زیادہ سزا ہوتی تو وہ اس کا بھی مستحق ہے۔ مرتد کا قتل کرنا قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

قرآن کریم

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کے بعض لوگوں کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ انہوں نے بچھڑے کی عبادت کر کے ارتداد اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا:

”فتوبوا الیٰ بارئکم فاقتلوا انفسکم ۔ پ ۱ سورۃ بقرہ رکوع ٦“

﴿ترجمہ: سواب توبہ کرو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف اور مار ڈالو اپنی اپنی جان﴾

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں اکثر تفاسیر میں لکھا ہے کہ جن لوگوں نے گئوسالہ پرستی کی تھی اور جو مرتد ہو گئے تھے۔ ان کو ان لوگوں کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق قتل کرایا گیا۔ جنہوں نے بچھڑے کی پوجا نہیں کی تھی۔ اور ان لوگوں کے واقعہ کو بیان فرما کر اللہ تعالیٰ دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

”وکذالک نجزی المفترین ۔ پ ۹ سورۃ الاعراف رکوع ۹“

﴿ترجمہ: اور یہی سزا دیتے ہیں ہم بہتان باندھنے والوں کو۔﴾

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا دنیا میں قتل ہے۔ بلفظہ اور الشہاب میں اس پر انہوں نے مفصل بحث کی

ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

ممکن ہے کسی کو یہ شبہ ہو۔ کہ قتل مرتدین کا یہ فیصلہ تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کا حکم تھا۔ اور ہماری شریعت اس کے علاوہ ہے تو جواب یہ ہے کہ اولاً تو ہمارا استدلال صرف فاقتلوا انفسکم کے جملہ سے ہی نہیں ہے تاکہ یہ سمجھا جائے کہ یہ حکم بنی اسرائیل کے ساتھ مختص تھا جو اس کے مخاطب تھے۔ بلکہ وکذالك نجزی المفترین کے جملہ سے بھی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے مرتدین کے بارے اپنی عادت جاریہ بیان فرمائی ہے۔ کہ مرتدوں کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں یا دیں گے۔ کیونکہ نجزی مضارع کا صیغہ ہے۔ جس میں حال اور استقبال کا معنی پایا جاتا ہے۔ تو اس میں اللہ تعالیٰ نے مرتدوں کی سزا کے بارے میں اپنی عادت جاریہ کا ذکر فرمایا ہے جو واضح ہے۔ (ثانیاً) اصول فقہ کی کتابوں میں تصریح موجود ہے کہ :

” وشرائع من قبلنا تلزمنا اذا قص اللّٰہ ورسوله من غیر نکیر ...... الخ ۔ نور الانوار ص ۲۱۶“

﴿ترجمہ : ہم سے پہلے کی شریعتوں کے احکام جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بیان کئے ہوں اور ان پر نکیر نہ کی ہو تو وہ ہم پر بھی لازم ہیں۔﴾

اور قتل مرتد کی اللہ تعالیٰ نے وکذالك نجزی المفترین میں تائید کی ہے نہ کہ تردید اور اسی طرح آنحضرت ﷺ کی صحیح احادیث قتل مرتد کی تائید کرتی ہیں۔ نہ کہ نکیر و تردید۔ تو قرآن کریم کی نص قطعی سے مرتد کی سزا قتل ثابت ہوئی۔ جس میں کسی قسم کا کوئی شبہ تردد نہیں ہے۔ البتہ لا نسلم کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔

مسلمانوں کو منکروں کے انکار کو خاطر میں نہیں لانا چاہئے۔ اور حق کے میدان میں بلا خطر چلنا چاہئے :

میدان میں گرجتا ہوا شیروں کی طرح چل
تو شیر ہے دشمن کے کلیجے کو ہلا دے

احادیث

حضرت عکرمہ (المتوفی ۱۰۷ھ) سے روایت ہے کہ:

"ان علیًا احرق قوماً فبلغ ابن عباس فقال لو کنت انا لم احرقهم لان النبی ﷺ قال لا تعذبو ابعذاب اللّٰہ وثقتلتهم کما قال النبی ﷺ من بدل دینه فاقتلوه (بخاری ص ۴۲۳ج۱ وص۱۰۲۳ج۲ وترمذی ص ۱۵۱ج۲' وفیه فبلغ ذالك علیاً فقال صدق ابن عباس وقال هذا حدیث حسن صحیح وابوداؤد ص ۲۴۲ج ۲ ونسائی ص ۱۵۱ج۲ ومشکوٰة ص ۳۰۷ ج ۲ وسنن الکبریٰ ص ۱۹۵ ج ۸)"

﴿ترجمہ: حضرت علیؓ نے کچھ لوگوں کو آگ میں جلادیا۔ یہ خبر جب حضرت ابن عباسؓ کو پہنچی۔ توانہوں نے فرمایا۔ کہ اگر میں ہوتا تو میں ان کو آگ میں نہ جلاتا' کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب (آگ) سے کسی کو سزا نہ دو بلکہ میں ان کو قتل کردیتا۔ جیساکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ کہ جس نے اپنا دین (اسلام) بدل دیا۔ تو اس کو قتل کردو۔ ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ جب حضرت ابن عباسؓ کی یہ بات حضرت علیؓ کو پہنچی۔ توانہوں نے فرمایا کہ حضرت ابن عباسؓ نے سچ کہا ہے۔﴾

اور حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت یوں ہے:

"عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من بدل دینه فاقتلوه (ابن ماجه ص ۱۸۵ واللفظ له ومسند احمد ج۱ص ۲۱۷ ومسند حمیدی ص ۲۴۴ج ۱ وسنن الکبریٰ ج ۸ ص ۱۹۵ ومشکوٰة ج ۲ ص۳۰۷' والجامع الصغیر ص ۱۶۸ج۲ وقال صحیح' والسراج المنیر ص ۳۴۱ج۲)"

﴿ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنا دین (اسلام) بدل دیا تو اسے قتل کردو۔﴾

اس صحیح حدیث سے مرتد کا قتل بالکل آشکارا ہے۔ جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آنجہانی مسٹر غلام احمد پرویز کی طرح کسی کج فہم کو یہ شبہ ہو کہ اس حدیث میں من بدل دینه فاقتلوه کے عمومی الفاظ سے اسلام سے پھر جانے والے مرتد کا قتل ثابت اور متعین نہیں ہوتا۔ کیونکہ من بدل دینه

میں الفاظ عام ہیں۔ مثلاً یہودی کا عیسائی ہو جانا یا عیسائی کا ہندو یا سکھ ہو جانا یا ہندو کا عیسائی اور یہودی وغیرہ ہو جانا وغیرہ ذالک۔ تو اس سے اسلام سے پھر کر مرتد ہونے والے کا قتل کیسے متعین ہوا؟۔

الجواب

یہ شبہ نہایت ہی سطحی ذہن کی پیداوار ہے۔ جس کی کوئی قدر و منزلت ہی نہیں ہے۔ (اولاً) تو اس لئے کہ اسی حدیث میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ کہ :

” ان علیاً ؓ آحرق ناسا ار تدو اعن الا سلام الحدیث (ابوداؤد ص ۲٤۲ ج ۲ وترمذی ص ۱۷٦ ج ۱ ونسائی ص ۱۵۱ ج ۲)“

﴿ترجمہ : حضرت علیؓ نے ان لوگوں کو آگ میں جلایا تھا۔ جو اسلام سے پھر گئے تھے۔﴾

اس سے بالکل واضح ہو گیا کہ یہ کارروائی ان لوگوں کے بارے میں ہوئی۔ جو اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو گئے تھے۔ وہ لوگ اسلام سے بایں طور پھرے کہ پہلے مسلمان تھے پھر مرتد ہو گئے۔ یا پہلے منافقانہ طور پر انہوں نے اسلام کا اظہار کیا۔ پھر کھلے طور پر کفر کی طرف پھر گئے۔ کوئی بھی معنی لیا جائے یہ صحیح روایت اسلام سے پھر کر مرتد ہونے والوں کے قتل کئے جانے پر نص ہے۔ اور حضرت علیؓ اور حضرت ابن عباسؓ آنحضرت ﷺ کے ارشاد من بدل دینه فاقتلوه سے یہی سمجھتے ہیں۔ کہ دین اسلام سے پھر جانے والے کا یہ حکم ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ حدیث مرتد عن الاسلام کے قتل کے متعلق ہے۔ نہ کہ ہندو سے عیسائی اور عیسائی سے یہودی وغیرہ ہو جانے کے بارے میں۔ وثانیاً اس لئے کہ حضرت ابن عباسؓ ہی سے روایت ہے :

” قال قال رسول اللہ ﷺ من جعد آیة من القرآن فقد حل ضرب عنقه الحدیث(ابن ماجه ص ۱۸۵)“

﴿ترجمہ : آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے قرآن کریم کی کسی آیت (یا اس سے مطلوب معنی کا صفدر) انکار کیا تو بلاشک اس کی گردن اڑا دینا حلال اور جائز ہے۔﴾

ا............اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص پورے قرآن کریم کو مانتا ہے۔ مگر اس کی کسی ایک آیت (یا اس کے مقصود معنی) کا انکار کرتا ہے تو وہ مرتد اور قابل قتل ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ حدیث من بدل دینه فاقتلوه اسلام سے پھر جانے والے کے بارے میں ہے۔ نہ کہ کسی کافر کے اپنا دین

چھوڑ کر کفر کے کسی اور دین کو اختیار کر لینے والے کے بارے میں۔

۲............ حضرت ابو موسیٰ الاشعری ؓ (عبداللہ بن قیس المتوفی ۴۴ھ) کو آنحضرت ﷺ نے یمن کے ایک صوبے کا گورنر بنا کر بھیجا۔ جبکہ حضرت معاذ بن جبل ؓ کو ان کے بعد دوسرے صوبے کا گورنر بنا کر بھیجا۔ حضرت معاذ ؓ حضرت ابو موسیٰ ؓ کی ملاقات کے لئے گئے۔ حضرت ابو موسیٰ ؓ نے اکرام ضیف کی مد میں حضرت معاذ ؓ کے لئے تکیہ ڈالا اور حضرت معاذ ؓ ابھی تک سوار تھے۔

" واذا رجل عنده موثق قال ما هذا قال كان يهود يا فاسلم ثم تهود قال اجلس قال لااجلس حتى يقتل قضاء الله ورسوله ثلاث مرات فامربه فقتل (بخارى ص ۱۰۲۳ج ۲,و مختصراً ص ۱۰۵۹ج ۲ ومسلم ص ۱۲۱ج ۲ وسنن الكبرىٰ ص ۲۰۵ ج ۸)"

﴿ترجمہ : توانہوں نے حضرت ابو موسیٰ ؓ کے پاس ایک شخص باندھا ہوا دیکھا۔ پوچھا کہ یہ کون ہے؟ حضرت ابو موسیٰ ؓ نے فرمایا کہ یہ پہلے یہودی تھا۔ پھر مسلمان ہوا۔ اس کے بعد پھر یہودی ہو گیا۔ فرمایا اے معاذ ؓ بیٹھ جاؤ۔ حضرت معاذ ؓ نے فرمایا کہ جب تک اس کو قتل نہیں کیا جائے گا میں نہیں بیٹھوں گا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا یہی فیصلہ ہے۔ تین دفعہ انہوں نے یہ فرمایا پھر اس مرتد کے بارے میں قتل کا حکم دیا گیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔﴾

اور بخاری شریف میں دوسرے مقام پر روایت یوں ہے کہ :

" فسار معاذ فى ارضه قريباً من صاحبه ابى موسىٰ فجاء يسير علىٰ بغلته حتى انتهى اليه واذ هو جالس وقد اجتمع اليه الناس واذ ارجل عنده قد جمعت يداه الى عنقه فقال له معاذ يا عبدالله بن قيس ايم هذا قال هذا رجل كفر بعد اسلامه قال لا انزل حتى يقتل قال انما جئى به لذالك فانزل قال ما انزل حتى يقتل فامربه فقتل ثم نزل (بخارى ص ۶۲۲ج ۲)"

﴿ترجمہ : حضرت معاذ ؓ اپنے علاقہ کی زمین میں اپنے ساتھی حضرت ابو موسیٰ ؓ کے قریب پہنچے تو وہ خچر پر سوار تھے۔ اور حضرت ابو موسیٰ ؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ان کے پاس لوگ جمع تھے۔ اور ان کے پاس ایک شخص کی مشکیں کسی ہوئی تھیں۔ حضرت معاذ ؓ نے فرمایا اے عبداللہ بن قیس یہ کون ہے؟ فرمایا یہ شخص

اسلام لانے کے بعد کافر ہو گیا ہے۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک نہیں اتروں گا۔ جب تک کہ اس کو قتل نہ کیا جائے گا۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا۔ اس کو اسی لئے تو لایا گیا ہے۔ آپ اتریں فرمایا جب تک اس کو قتل نہ کیا جائے گا میں نہیں اتروں گا۔ اس کو قتل کیا گیا تو وہ اترے۔﴾

۳............ حضرت عثمان بن عفانؓ (المتوفی ۳۵ھ) سے روایت ہے:

" قال سمعت رسول الله ﷺ یقول لایحل دمامرای مسلم الا بثلاث ان یزنی بعدما احسن اویقتل انساناً ویکفر بعد اسلامه فیقتل (نسائی ج ۲ ص ۱۵۱ وابوداؤد الطیالسی ص ۱۳ ومسند احمد ج ۱ ص ۷۰' سنن الکبریٰ ص ۱۹۴ ج۸)"

﴿ترجمہ : وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان آدمی کا خون حلال نہیں ہے۔ مگر تین چیزوں سے :(۱)...... یہ کہ شادی کے بعد کوئی زنا کرے۔(۲)...... کسی انسان کو قتل کر دے۔(۳)...... اسلام کے بعد کفر اختیار کرے۔ تو اس کو قتل کیا جائے گا۔﴾

اور یہ روایت ابن ماجہ میں بھی ہے۔ اور اس میں الفاظ یہ ہیں :

" اورجل ارتد بعد اسلامه ۰ (ابن ماجه ص ۱۸۵)"

﴿ترجمہ : یاوہ شخص جو اسلام کے بعد مرتد ہو جائے۔﴾

۴............ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں :

" قال قال رسول الله ﷺ لا یحل دم رجل مسلم یشهد ان لا اله الا الله وانی رسول الله الا باحدی ثلاث الثیب الزانی والنفس بالنفس والتارك لدینه المفارق للجماعة (بخاری ج ۲ ص ۱۰۱۶ ومسلم ج ۲ ص ۵۹ وابوداؤد ج ۲ ص ۲۴۲ وابن ماجه ص ۱۸۵ ومسند احمد ج ۱ ص ۳۸۲ وسنن الکبریٰ ج ۸ ص ۱۹۴ وج۸ ص ۲۰۲)"

﴿ترجمہ : جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کا جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور اس کی کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ خون بہانا جائز نہیں۔ مگر تین چیزوں میں سے کسی ایک کے ارتکاب سے۔(۱)...... شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کرے۔(۲)...... کسی کو قتل

کر دے تو اس کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔(۳)...... اپنے دین اسلام کو چھوڑ کر ملت سے جدا ہو جائے تو قتل کیا جائے گا۔﴾

اس صحیح اور صریح حدیث میں اس کی وضاحت ہے کہ دین سے دین اسلام مراد ہے کہ جو مسلمان اپنے دین اسلام سے پھر کر مرتد ہو جائے۔ تو وہ قابل گردن زدنی ہے۔ اور اس جرم کی وجہ سے اسے قتل کیا جائے گا۔

۵............ حضرت عائشہؓ (المتوفاۃ ۵۸ھ) سے روایت ہے:

”ان النبی ﷺ قال من ارتد عن دینه فاقتلوه (مصنف عبدالرزاق ج ۱۰ ص ۱۱٤)“

﴿ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے دین اسلام سے پھر گیا۔ تو اسے قتل کر دو۔﴾

۶............ مشہور تابعی حضرت ابو قلابہؒ (عبداللہ بن زید الجرمی" المتوفی ۱۰۴ھ) نے خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (المتوفی ۱۰۱ھ) کی بھری ہوئی عدالت اور علمی مجلس میں یہ حدیث بیان فرمائی:

”فواللہ ماقتل رسول اللہ ﷺ احد اقط الافی ثلاث رجل قتل بجریرۃ نفسه فقتل اورجل زنٰی بعد احصان اورجل حارب اللہ ورسول وارتد عن الاسلام الحدیث ربخاری ج ۲ ص ۱۰۱۹)“

﴿ترجمہ: بخدا آنحضرت ﷺ نے کبھی بھی کسی کو قتل نہیں کیا۔ مگر تین جرائم میں: (۱)...... وہ شخص جو ناحق کسی کو قتل کرتا۔ تو اسے قصاص میں قتل کرتے۔(۲)...... شادی کے بعد زنا کرتا تو اسے قتل کرتے۔(۳)...... اسلام سے پھر کر مرتد ہو جاتا تو اسے قتل کرتے۔﴾

ایسی صحیح اور صریح احادیث کی موجودگی میں یہ موشگافیاں کہ یہ احادیث اسلام سے پھر کر مرتد ہو جانے والے کے بارے میں نہیں یا یہ احادیث ضعیف ہیں یا یہ احادیث کلمہ گو کے قتل سے خاموش ہیں۔ یا یہ صرف ان لوگوں کے بارے میں ہیں۔ جو اسلام سے خارج ہو کر کھلے طور پر اعلانیہ کافر ہو جائیں وغیرہ وغیرہ۔ کسی مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا۔ یہ کارروائی صرف وہی کر سکتا ہے جو ملحد وزندیق ہو۔

حضرات آئمہ دین

جس طرح قرآن وحدیث اور دین اسلام کی باریکیوں کو حضرات آئمہ دین سمجھتے ہیں۔ ایسا کوئی اور نہیں سمجھ سکتا۔ اور ان میں سے بھی علی الخصوص حضرات آئمہ اربعہؒ جن کے مذاہب مشہور اور متداول اور

امت مسلمہ میں قابل اعتماد ہیں۔اور آجکل کے مادر پدر آزاد دور میں ملاحدہ اور زنادقہ کو جو اسلام کے مدعی تو ہیں۔ مگر اسلام کی سمجھ ہی ان کو نہیں۔اور نہ وہ اس کی روح سے واقف ہیں۔وہ صرف اپنی نارسا عقل وخرد پر نازاں وفرحاں ہیں۔اور اسی کو وہ حرف آخر سمجھتے ہیں۔اور حضرات سلفؒ پر طعن کرتے ہیں۔ حضرت امام مالکؒ(المتوفی ۱۷۹ھ)اس حدیث پر یہ باب قائم کرتے ہیں:

’’القضاء فیمن ارتد عن الاسلام مالك عن زید بن اسلم ان رسول الله ﷺ قال من غیر دینه فضربوا عنقه قال مالك ومعنیٰ قول النبی ﷺ فیما نری والله تعالیٰ اعلم من غیر دینه فاضربوا عنقه انه من خرج من الاسلام الی غیره مثل الزنادقة واشباعهم فان اولئك اذاظهر علیهم قتلوا ولم یستتابوا لانه لا یعرف توبتهم وانهم یسرون الکفر ویعلنون الاسلام فلا اریٰ ان یستتاب هولاء ولا یقبل منهم قولهم واما من خرج من الاسلام الیٰ غیره واظهر ذالك فانه یستتاب فان تاب والا قتل ذالك لو ان قوماً کانو اعلیٰ ذالك رایت ان یدعوا الی الا سلام و یستتابو افان تابوا قبل ذالك منهم وان لم یتوبو اقتلو او لم یعن بذالك فیما نری والله اعلم من خرج من الیهودیة الیٰ النصرانیة ولا من النصرانیة الی الیهودیة ولا من یغیر دینه من اهل الا دیان کلها الا الا سلام فمن خرج من الا سلام الیٰ غیره واظهر ذالك فذالك الذی عنی به والله اعلم(مؤطا امام مالكؒ ص ۳۰۸ طبع مجتبائی دہلی)‘‘

﴿ترجمہ:اس شخص کے بارے فیصلہ جو اسلام سے پھر جائے۔امام مالکؒ حضرت زید بن اسلمؒ سے روایت کرتے ہیں۔کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنا دین بدل دیا تو تم اس کی گردن اڑادو۔ حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کا ہماری دانست میں معنی یہ ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ جو شخص اسلام سے نکل کر زنادقہ وغیرہم میں جاملا۔ایسے زنادقہ پر جب مسلمانوں کا غلبہ ہوجائے توان سے توبہ طلب کئے بغیر ان کو قتل کیا جائے۔کیونکہ زنادقہ کی توبہ معلوم نہیں ہوسکتی۔کیونکہ وہ کفر کو چھپاتے اور اسلام کو ظاہر کرتے ہیں۔اور ہماری دانست کے مطابق نہ توان سے توبہ طلب کی جائے اورنہ توبہ قبول کی جائے۔باقی رہے وہ لوگ جو اسلام سے کفر کی طرف نکلے اور کفر کو ظاہر کیا توان پر توبہ پیش کی جائے گی۔اوراگر وہ توبہ کرلیں توفبہا۔ورنہ ان کو قتل کیا جائے گا۔یعنی اگر کوئی قوم اسلام سے برگشتہ ہوکر

کفر کا اظہار کرتی ہے تو اس سے توبہ کرنے کا کہا جائے گا۔ اگر توبہ کی تو قبول کرلی جائے گی۔ ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ اور اس حدیث کا مطلب ہماری دانست میں یہ نہیں اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ کوئی شخص یہودیت سے نصرانیت کی طرف یا نصرانیت سے یہودیت یا اسلام کے بغیر کسی اور دین کی طرف پھر جائے تو اس کے متعلق یہ حدیث ہے بلکہ یہ حدیث صرف اس کے بارے میں ہے۔ جو اسلام کو ترک کر کے کفر کو اختیار کرے اور اسے ظاہر کرے۔

حضرت امام مالکؒ من بدل دینه اور من غیر دینه کا یہی مطلب لیتے ہیں۔ کہ جو شخص دین اسلام سے پھر کر کفر کی طرف چلا جائے اور زندیق تو ایسا واجب القتل ہے۔ کہ نہ تو اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے اور نہ اس کی توبہ کا کوئی اعتبار ہے۔ وہ بہر حال اور بہر کیف واجب القتل ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ نعمان بن ثابتؒ (المتوفی ۱۵۰ھ) امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی الحنفیؒ (المتوفی ۳۲۱ھ) فرماتے ہیں:

" وقد تكلم الناس فى المرتد عن الاسلام ايستتاب ام لا فقال قوم ان استتاب الا مام المرتد فهو احسن فان تاب والا قتل وممن قال ذالك ابوحنيفة وابويوسف ومحمد رحمة الله عليهم وقال آخرون لا يستتاب وجعلوا حكمه كحكم الحربيين على ماذكر من بلوغ الدعوة اياهم ومن تقصير ها عنهم وقالو انما يجب الا ستتابة لمن خرج الا سلام لا عن بصيرة منه به فاما من خرج منه الىٰ غيره علىٰ بصيرة فانه يقتل ولا يستتاب وهذ اقول قال به ابويوسف فى كتاب الا ملاء قال اقتله ولا استتيبه الا انه ان بدرنى بالتوبة خليت سبيله ووكلت امره الى الله تعالىٰ (طحاوى ج ٢ ص ١٠١ كتاب السير)"

ترجمہ: لوگوں نے اسلام سے نکل کر مرتد ہو جانے والے کے بارے میں بحث کی ہے۔ کہ کیا اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا؟ یا نہیں؟۔ علماء کی ایک قوم کہتی ہے کہ اگر حاکم مرتد سے توبہ کرنے کا مطالبہ کرے تو اچھا ہے توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا یہی قول ہے۔ اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ مرتد سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے جیسا کہ دارالحرب کے کفار کو جب دعوت اسلام پہنچ جائے تو پھر ان کو اسلام کی دعوت دینے کی ضرورت نہیں۔ نہ پہنچی ہو تو دعوت

دی جائے۔ اور فرماتے ہیں کہ توبہ کا مطالبہ اس وقت واجب ہے جبکہ کوئی شخص اسلام سے بے سمجھی کی وجہ سے کفر کی طرف چلا جائے۔ رہا وہ شخص جو سوچ سمجھے طریقہ پر اسلام سے کفر کی طرف چلا جائے۔ تو اسے قتل کیا جائے اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ امام ابو یوسفؒ نے کتاب الاملا میں ایسا ہی فرمایا ہے۔ کہ میں اسے قتل کر دوں گا۔ اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہیں کروں گا۔ ہاں اگر وہ میرے اقدام سے پہلے ہی توبہ کر لے تو میں اسے چھوڑ دوں گا۔ اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دوں گا۔﴾

حضرت امام شافعیؒ (محمد بن ادریسؒ المتوفی ۲۰۴ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ:

”ولم یختلف المسلمون انه لا یحل ان یفادی بمرتد ولا یمن علیه ولا توخذ منه فدیة ولا یترک بحال حتی یسلم او یقتل والله اعلم (کتاب الام ج ٦ ص ١٥٢)“

﴿ترجمہ: مسلمانوں میں کسی کا اس بارے کبھی اختلاف نہیں ہوا بلکہ سب کا اتفاق ہے۔ کہ مرتد کا فدیہ میں دینا جائز نہیں اور نہ اس پر احسان کیا جائے اور نہ اس سے فدیہ لیا جائے۔ اور اس کو ارتداد پر بھی نہیں چھوڑا جا سکتا۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائے۔ یا قتل کیا جائے۔﴾

حضرت امام شافعیؒ کا یہ حوالہ قتل مرتد کے بارے بالکل واضح ہے۔ حضرت امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی الشافعیؒ (المتوفی ٦٧٦ھ) لکھتے ہیں کہ:

”وقد اجمعو اعلیٰ قتله لکن اختلفوا فی استتابته هل هی واجبة ام مستحبة (نووی شرح مسلم ج ٢ ص ٢٢١)“

﴿ترجمہ: تمام اہل اسلام کا قتل مرتد پر اجماع ہے۔ ہاں اس پر اختلاف ہے کہ مرتد پر توبہ پیش کرنا واجب ہے یا مستحب؟۔﴾

بعض آئمہ کرامؒ مرتد پر توبہ پیش کرنا واجب کہتے ہیں اور بعض مستحب کہتے ہیں۔ چنانچہ علامہ علاؤالدین بن علی بن عثمان الماردینی (المتوفی ۷۴۵ھ) فرماتے ہیں کہ:

”وقال صاحب الا ستذکار لااعلم بین الصحابة خلا فاً فی استتابة المرتد فکانهم فهمو من قوله علیه السلام من بدل دینه فاقتلوه ای بعد ان یستتاب (الجوہر النقی ج ٨ ص ٢٠٥)“

﴿ترجمہ: مصنف استذکار شرح موطا امام مالکؒ امام ابو عمر بن عبدالبرؒ (المتوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں

کہ مرتد پر توبہ پیش کرنے کے بارے میں مجھے حضرات صحابہ کرامؓ میں کوئی اختلاف معلوم نہیں ہے۔ پس گویا کہ حضرات صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ کے ارشاد من بدل دینه فاقتلوه سے یہی سمجھتے ہیں کہ توبہ پیش کرنے کے بعد مرتد کو قتل کرنا چاہیے۔﴾

علامہ عزیزیؒ فرماتے ہیں:

”فاقتلوه بعد استتا بة وجوبا قال المناوی وعمومه یشمل الرجل وهو اجماع المرا وعلیه الائمة الثلاثة خلافا للحنفیة (السراج المنیر ج ۳ ص ٣٤٤)“

﴿ترجمہ: فاقتلوه کا مطلب یہ ہے کہ مرتد سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے اس کے بعد اس کا قتل کرنا واجب ہے۔ امام عبدالرؤف مناویؒ فرماتے ہیں کہ الفاظ کا عموم مرد اور عورت دونوں کو شامل ہے مرتد کے قتل کرنے پر تو اجماع ہے اور مرتد عورت کے قتل کرنے پر تین اماموں کا اتفاق ہے۔ احناف اختلاف کرتے ہیں۔﴾

اس سے بھی واضح ہو گیا کہ توبہ پیش کرنے کے بعد مرتد کے اسلام سے انکار کرنے پر اس کا قتل واجب ہے۔ مرد مرتد کے قتل پر تو تمام حضرات آئمہ کرامؒ کا اجماع ہے۔ عورت مرتدہ کے بارے میں حضرات آئمہ ثلاثہؒ کا یہی مسلک ہے البتہ احناف یہ کہتے ہیں کہ اس کو قتل نہ کیا جائے۔ کیونکہ صنف نازک ہونے کی وجہ سے عموماً وہ لڑائی اور جھگڑا نہیں کرتی۔

قاضی محمد بن علی الشوکانیؒ (المتوفی ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

”وخصه الحنفیة بالذکرو تمسکو ابحدیث النهی عن قتل النسآء (نیل الا وطار ج ۷ ص ۲۰۲)“

﴿ترجمہ: احناف نے اس حدیث کو (ضمیر مذکر کے پیش نظر) مرد کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں عورتوں کے قتل کرنے کی نہی وارد ہوئی ہے۔﴾

ہاں اگر کوئی عورت لڑائی پر اتر آئے اور ارتداد کو پھیلانے کی سعی کرے تو اس کا معاملہ الگ اور جدا ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ (المتوفی ۲۴۱ھ) کا مسلک امام موفق الدین ابن قدامہ الحنبلیؒ (المتوفی ۶۲۰ھ) یہ نقل کرتے ہیں۔

” الفصل الثالث انه لا یقتل حتی یستتاب عنداکثر اهل العلم منهم عمر وعلی

وعطاء ونخعي ومالك والثوري والا وزاعي واسحاق واصحاب الرائے وهو احدقولي الشافعي وردي عن احمد روايۃ اخرى انه لاتجب استتابته لكن تستحب وهذا القول الثاني للشافعي وهو قول عبيد بن عمير وطائوس ويروى ذالك عن الحسن لقول النبي ﷺ من بدل دينه فاقتلوه ولم يزكرا استتابة (مغني ج٨ ص ١٢٤)“

﴿ترجمہ: تیسری فصل اکثر اہل علم یہ کہتے ہیں کہ مرتد کو اس پر توبہ پیش کئے بغیر نہ قتل کیا جائے۔ جن میں حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت عطاءؒ امام نخعیؒ امام مالکؒ امام ثوریؒ امام اوزاعیؒ امام اسحاقؒ اور فقہاء احناف شامل ہیں۔ اور حضرت امام شافعیؒ کا بھی ایک قول یہی ہے اور حضرت امام احمدؒ سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ مرتد سے توبہ کا مطالبہ واجب نہیں ہے لیکن مستحب ہے اور یہ امام شافعیؒ کا بھی ایک دوسرا قول ہے اور امام عبید بن عمیرؒ اور امام طاؤسؒ کا بھی یہی قول ہے۔ اور حضرت حسن بصریؒ سے بھی یہ مروی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص اپنا دین اسلام بدل دے تو اسے قتل کر دو اور توبہ کا مطالبہ اس میں مذکور نہیں ہے۔﴾

ان تمام صریح حوالوں سے مرتد کا قتل کرنا آفتاب نصف النہار کی طرح ثابت ہے۔ علامہ ابو محمد بن حزمؒ لکھتے ہیں کہ قتل مرتد کا معاملہ امت میں ایسا معروف و مشہور ہے کہ کوئی مسلمان شخص اس کے انکار پر قادر نہیں۔ (المحلی ج ۸ ص ۲۲۲) ان کے علاوہ بھی کتب فقہ و فتاویٰ میں قتل مرتد کی تصریح موجود ہے۔ مثلاً ہدایہ ج ۲ ص ۶۰۰، فتح القدیر ج ۴ ص ۳۸۶، شامی ج ۳ ص ۳۹۴ اور بحر الرائق ج ۵ ص ۱۲۵ وغیرہ۔

علامہ علاؤالدین ابو بکر بن مسعود کاسانیؒ (المتوفی ۵۸۷ھ) فرماتے ہیں کہ :

مرتد کے قتل کرنے پر حضرات صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے۔ البتہ مستحب یہ ہے کہ مرتد کو تین دن تک بند رکھا جائے۔ اگر وہ اسلام قبول کرلے تو اچھا ہے ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔ (بدائع الصنائع ج ۷ ص ۱۳۴) امام موفق الدین ابن قدامہؒ تحریر فرماتے ہیں کہ :

” واجمع اهل العلم على وجوب قتل المرتد روى ذالك عن ابي بكرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وعليؓ معاذؓ ابي موسىؓ وابن عباسؓ وخالدؓ و غير هم ولم ينكر ذالك فكان اجماعا (مغني ابن قدامه ج ٨ ص ١٢٣)“

﴿ترجمہ: اہل علم کا قتل مرتد پر اجماع ہے۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت معاذؓ حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت خالدؓ وغیرہم سے یہی مروی ہے اور حضرات صحابہ کرامؓ کے دور میں اس کا کوئی انکار نہیں کیا گیا۔ تو یہ اجماعی مسئلہ ہے۔﴾

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ جس مسئلہ پر قرآن کریم اور صحیح احادیث سے واضح دلائل موجود ہوں اور جس مسئلہ پر حضرات خلفاء راشدینؓ متفق ہوں اور جس مسئلہ پر حضرت معاذؓ اور حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ جیسی شخصیتیں متفق ہوں۔ جو اپنے دور گورنری کے عہدہ پر فائز تھیں اور جس مسئلہ پر حضرت ابن عباسؓ جیسے ترجمان القرآن متفق ہوں۔ اور جس مسئلہ پر حضرت خالد بن ولیدؓ جیسے مجاہد اور فوج کے سپہ سالار متفق ہوں۔ اور جس مسئلہ پر حضرات آئمہ کرام اربعہ اور جمہور آئمہ کرامؒ متفق ہوں اور جس مسئلہ کے خلاف کوئی مسلمان انکار کرنے پر قادر نہ ہوا ہو۔ تو اس مسئلہ کے حق اور ثابت ہونے میں کیا شک وشبہ ہو سکتا ہے۔

حضرت امام ابو عمرو عامرؒ بن شراحیل شعبیؒ (المتوفی ۱۰۹ھ) فرماتے ہیں کہ:

"کان العلم یوخذ عن ستة عمرؓ وعلیؓ وابیؓ وابن مسعودؓ وزیدؓ وابی موسیؓ وقال ایضاً قضاة الامة اربعة عمرؓ وعلیؓ زید وابو موسیؓ (تذکرہ الحفاظ ج ۱ ص ۲۳)"

﴿ترجمہ: علم کا مرکز چھ حضرات تھے۔ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت ابیؓ حضرت ابن مسعودؓ حضرت زیدؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ اور نیز انہوں نے فرمایا کہ امت کے جج اور قاضی چار ہیں۔ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت زیدؓ بن ثابت اور حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ۔﴾

یعنی یہ وہ حضرات ہیں جن سے علم دین اخذ کیا جاتا تھا۔ اور امت مسلمہ کے وہ مسلم قضاۃ جج تھے اور حضرت صفوان بن سلیمؒ الامام المدنی الفقیہؒ (المتوفی ۱۳۲ھ) فرماتے ہیں کہ:

"لم یکن یفتی فی زمن النبی ﷺ غیر عمرؓ وعلیؓ ومعاذؓ وابی موسیؓ (تذکرة الحفاظ ج ۱ ص ۲۳)" ﴿ترجمہ: آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ان چار حضرات کے بغیر اور کوئی فتویٰ نہیں دیتا تھا۔ وہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت معاذؓ اور حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ ہیں۔﴾

آپ حضرات بخوبی اس مقالہ میں مرتد کے بارے میں ان حضرات کے فتوے اور فیصلے پڑھ چکے ہیں۔

بسلسلہ قادیانی شبہات کے جوابات

ادارہ

مرزا قادیانی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء

(۱/۱۱)۔۔۔۔۔۔ ''انبیاء (علیہم السلام) گزشتہ کے کشوف نے اس بات پر مہر لگادی ہے کہ وہ (مسیح موعود) چودھویں صدی کے سر پر ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔'' (اربعین نمبر ۲ ص ۲۳' روحانی خزائن ص ۳۷۱ ج ۱۷)

اس فقرے میں جناب مرزا قادیانی نے تمام انبیاء علیہم السلام گزشتہ کی طرف (جن کی تعداد کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے) دو باتیں منسوب کی ہیں۔ مسیح موعود کا چودھویں صدی کے سر پر ہونا اور پنجاب میں ہونا۔۔۔۔۔۔ جہاں تک ہماری ناقص معلومات کا تعلق ہے۔ انبیاء علیہم السلام گزشتہ تو کجا؟ قرآن وحدیث میں بھی کسی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے لئے چودھویں صدی کا سرا تجویز نہیں کیا گیا' اور نہ ان کے پنجاب میں ہونے کی تصریح کی گئی ہے۔ گویا اس چھوٹے سے فقرے میں مرزا قادیانی نے کم وبیش اڑھائی لاکھ جھوٹ جمع کردیئے ہیں۔

صرف ایک فقرے میں اڑھائی لاکھ جھوٹ بولنا چودھویں صدی [illegible] نی اور جھوٹ کا سب سے بڑا ریکارڈ ہے۔ اگر قادیانی' مرزا غلام احمد قادیانی کے اس فقرے کا ثبوت [illegible] ن تو ہماری معلومات میں اضافہ ہوگا اور اگر موجودہ صدی میں جھوٹ کا اس سے بڑا ریکارڈ پیش کرسکیں تو یہ [illegible] ایک جدید انکشاف ہوگا۔

(۲/۱۲)۔۔۔۔۔۔ ''مسیح موعود کی نسبت تو آثار میں یہ لکھا ہے کہ علماء اس کو قبول نہیں کریں گے۔'' (ضمیمہ براہین پنجم ص ۱۸۶' روحانی خزائن ص ۳۵۷ ج ۲۱)

آثار کا لفظ کم از کم تین احادیث پر بولا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ مضمون کسی حدیث میں نہیں آتا۔ اس لئے اس فقرے میں تین جھوٹ ہوئے اور یہ تین جھوٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔

(۳/۱۳)۔۔۔۔۔۔ '' ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر

آئے گا اور چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔۔۔۔۔اور لکھا تھا کہ وہ اپنی پیدائش کی روح سے دو صدیوں میں اشتراک رکھے گا اور دو نام پائے گا اور اس کی پیدائش دو خاندانوں سے اشتراک رکھے گی اور **چوتھی دگنا** صفت یہ کہ پیدائش میں بھی جوڑے کے طور پر پیدا ہوگا۔ سو یہ سب نشانیاں ظاہر ہو گئیں۔"(ضمیمہ براہین پنجم ص ۱۸۸ 'خزائن ص ۳۵۹'۳۶۰ ج ۲۱)

"احادیث صحیحہ "کا لفظ کم از کم تین صحیح حدیثوں پر بولا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی نے چھ دعوؤں کے لئے احادیث صحیحہ کا حوالہ دیا ہے جو بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ گویا اس فقرے میں اٹھارہ جھوٹ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کیے گئے ہیں۔

(۴ / ۱۴)۔۔۔۔۔"ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے دوسرے ملکوں کے انبیاء علیہم السلام کی نسبت سوال کیا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ ہر ملک میں خدا تعالیٰ کے نبی گزرے ہیں اور فرمایا کہ "کان فی الھند نبیا اسود اللون اسمہ کاھنا۔"

یعنی "ہند میں ایک نبی گزرا جو سیاہ رنگ کا تھا اور نام اس کا کاہن تھا۔ یعنی کنھیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔"(ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۱۰'روحانی خزائن ص ۳۸۲ ج ۲۳)

یہ آنحضرت ﷺ پر خالص افتراء ہے۔ آنحضرت ﷺ کا کوئی ارشاد ایسا نہیں اور "سیاہ رنگ کا نبی" شاید مرزا قادیانی کو اپنے رنگ کی مناسبت سے یاد آگیا۔ ستم یہ ہے کہ یہ مہمل فقرہ جو مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ سے منسوب کیا ہے اس کی عربی بھی مرزا قادیانی کی پنجابی عربی جیسی ہے۔

(۵ / ۱۵)۔۔۔۔۔"اور آپ سے پوچھا گیا کہ کیا زبان پارسی میں بھی کبھی خدا نے کلام کیا ہے؟ تو فرمایا کہ ہاں! خدا کا کلام زبان پارسی میں بھی اترا ہے' جیسا کہ وہ اس زبان میں فرماتا ہے:" ایں مشت خاک راگر نبخشم کنم"(حوالہ بالا)

یہ بھی آنحضرت ﷺ پر سفید جھوٹ اور خالص افتراء ہے۔ ایسی کوئی حدیث نہیں۔

(۶ / ۱۶)۔۔۔۔۔"آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔"(اشتہار " مریدوں کے لئے ہدایت" مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۰۷ء)

یہ بھی آنحضرت ﷺ پر خالص بہتان ہے۔ آپ کا ایسا کوئی ارشاد نہیں۔

(۷ / ۱۷)۔۔۔۔۔"افسوس کہ وہ حدیث بھی اس زمانے میں پوری ہوئی جس میں لکھا تھا کہ

مسیح کے زمانے کے علماء ان سب لوگوں سے بدتر ہوں گے جو زمین پر رہتے ہیں۔"(اعجاز احمدی ص ۱۳' روحانی خزائن ص ۱۲۰ ج ۱۹)

کسی حدیث میں "مسیح موعود کے زمانے کے علماء" کی یہ حالت بیان نہیں فرمائی گئی۔ یہ ایک طرف آنحضرت ﷺ پر خالص افتراء ہے اور دوسری طرف تمام علماء امت پر بھی بہتان ہے۔

(۸ /۱۸)۔۔۔۔۔"چونکہ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا اس لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ پیش گوئی آج پوری ہوگئی۔"(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۰)

"چھپی ہوئی کتاب" کا مضمون کسی "حدیث صحیح" میں نہیں اس لئے یہ سفید جھوٹ ہے اور لطف یہ کہ یہ من گھڑت حدیث بھی مرزا قادیانی کی کتاب پر صادق نہ آئی۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی اس "کتاب" میں جن تین سو تیرہ "اصحاب" کے نام درج تھے ان میں سے کئی مرزا قادیانی کے حلقہ "صحابیت" سے نکل گئے۔

(۹ /۱۹)۔۔۔۔۔ مگر ضرور تھا کہ وہ مجھے "کافر" کہتے اور میرا نام "دجال" رکھتے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ میں پہلے سے یہ فرمایا گیا تھا کہ اس مہدی کو کافر ٹھہرایا جائے گا اور اس وقت کے شریر مولوی اس کو کافر کہیں گے اور ایسا جوش دکھلائیں گے کہ اگر ممکن ہوتا تو اس کو قتل کر ڈالتے۔"(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۸' روحانی خزائن ص ۳۲۲ ج ۱۱)

اس عبارت میں تین باتیں "احادیث صحیحہ" کی طرف منسوب کی گئی ہیں جن کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے گویا آنحضرت ﷺ پر نو جھوٹ باندھے گئے ہیں۔ کیونکہ ایسا مضمون کسی حدیث میں نہیں آتا۔

(۱۰ /۲۰)۔۔۔۔۔ بہت سی حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ بنی آدم کی عمر سات ہزار برس ہے اور آخری آدم پہلے آدم کی طرز پر الف ششم کے آخر میں' جو روز ششم کے حکم میں ہے' پیدا ہونے والا ہے۔(ازالہ اوہام ص ۶۹۶' خزائن ص ۴۷۵ ج ۳)

یہ بھی آنحضرت ﷺ پر خالص بہتان ہے۔ یہ "آخری آدم" کا افسانہ کسی حدیث میں نہیں آتا۔

یہ دس مثالیں میں نے وہ پیش کی ہیں جن میں مرزا قادیانی نے اپنی طرف سے جھوٹ گھڑ کر بوی

بقیہ صفحہ 17 پر

سیرت امہات المومنین

ام المومنین حضرت حفصہؓ

مولانا عبدالسلام ندوی

نام ونسب

حفصہؓ نام، حضرت عمرؓ کی صاحبزادی تھیں۔ والدہ کا نام زینب بنت مظعون تھا جو مشہور صحابی حضرت عثمان بن مظعونؓ کی ہمشیرہ تھیں اور خود بھی صحابیہ تھیں۔ حضرت حفصہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ حقیقی بہن بھائی ہیں۔ حضرت حفصہؓ بعثت نبوی ﷺ سے ۵ سال قبل پیدا ہوئیں۔ اس وقت قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔

نکاح

پہلا نکاح خنیسؓ ابن حذافہ سے ہوا جو خاندان بنو سہم سے تھے۔

اسلام

ماں باپ اور شوہر کے ساتھ مسلمان ہوئیں۔

ہجرت اور نکاح ثانی

شوہر کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی، غزوہ بدر میں خنیسؓ نے زخم کھائے اور واپس آکر ان ہی زخموں کی وجہ سے شہادت پائی۔ عدت کے بعد حضرت عمرؓ کو حضرت حفصہؓ کے نکاح کی فکر ہوئی۔ اسی زمانہ میں حضرت رقیہؓ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس بناء پر حضرت عمرؓ سب سے پہلے حضرت عثمانؓ سے ملے اور ان سے حضرت حفصہؓ کے نکاح کی خواہش کی۔ انہوں نے کہا میں اس پر غور کروں گا یوں حضرت عثمانؓ کے جواب سے مایوس ہو کر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے ذکر کیا۔ انہوں نے خاموشی اختیار کی، حضرت عمرؓ کو ان کی خاموشی سے رنج ہوا۔ اس کے بعد خود رسالت پناہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے نکاح کی خواہش ظاہر کی۔ جب حضور ﷺ سے حضرت حفصہؓ کا نکاح ہو گیا تو حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ سے ملے اور کہا کہ جب

تم نے مجھ سے حضرت حفصہؓ کے نکاح کی خواہش کی اور میں خاموش رہا تو تم کو ناگوار گزرا لیکن میں نے اسی بنا پر کچھ جواب نہیں دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر کیا تھا اور میں آپ ﷺ کا راز فاش نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر رسول اللہ ﷺ کا ان سے نکاح کا قصد نہ ہوتا میں اس کے لئے آمادہ تھا۔

وفات

حضرت حفصہؓ کا شعبان ۴۵ھ میں انتقال ہوا۔ یہ حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ مروان نے جو اس وقت مدینہ کا گورنر تھا نماز جنازہ پڑھائی اور کچھ دور تک جنازہ کو کندھا دیا۔ اس کے بعد حضرت ابوہریرہؓ جنازہ کو قبر تک لے گئے۔ ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور ان کے بھتیجوں عاصم، سالم، عبداللہ، حمزہؓ نے قبر میں اتارا۔

حضرت حفصہؓ نے وفات کے وقت حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بلا کر وصیت کی اور غابہ میں جو جائداد تھی جسے حضرت عمرؓ ان کی نگرانی میں دے گئے تھے، ان کو صدقہ کر کے وقف کر دیا۔

اولاد

کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ البتہ معنوی یادگاریں بہت سی ہیں۔ عبداللہ بن عمرؓ، حمزہ ابن عبداللہ صفیہ بنت ابو عبیدؓ (زوجہ عبداللہ) حارثہ بن وہبؓ، مطلب بن ابی وادعہؓ، ام مبشر انصاریہ، عبداللہ بن صفوان بن امیہؓ عبدالرحمٰن بن حارثؓ۔

فضل وکمال

حضرت حفصہ سے ۶۰ حدیثیں منقول ہیں۔ جو انہوں نے آنحضرت ﷺ اور حضرت عمرؓ سے سنی تھیں۔ تفقہ فی الدین کے لئے واقعہ ذیل کافی ہے۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اصحابؓ بدر وحدیبیہ جہنم میں داخل نہ ہوں گے۔ تو حضرت حفصہؓ نے پوچھا کہ خدا تعالیٰ تو فرماتے ہیں:

”وان منکم الا واردھا۔“ ﴿ترجمہ: تم میں ہر شخص وارد جہنم ہوگا۔﴾

آپ ﷺ نے فرمایا ہاں لیکن یہ بھی تو ہے:

”ثم ننجی الذین اتقوا ونذرالظالمین فیھا جثیا۔“ ﴿ترجمہ: پھر ہم پرہیزگاروں کو

نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں زانوؤں پر گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔﴾

اسی شوق کا اثر تھا کہ آنحضرت ﷺ کو ان کی تعلیم کی فکر رہتی تھی۔ حضرت شفاؓ کو کیڑے مکوڑوں کے کاٹے کا منتر آتا تھا۔ ایک دن وہ گھر میں آئیں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم حفصہؓ کو منتر سکھلادو۔ حضرت حفصہؓ کثرت سے نوافل پڑھتی اور ہمیشہ روزہ رکھتی تھیں۔ حتیٰ کہ انتقال کے وقت روزہ سے تھیں۔ اختلافات سے سخت نفرت کرتی تھیں۔ جنگ صفین کے بعد جب تحکیم کا واقعہ پیش آیا تو ان کے بھائی عبداللہ بن عمرؓ اس کو فتنہ سمجھ کر خانہ نشین رہنا چاہتے تھے' لیکن حضرت حفصہؓ نے فرمایا کہ گو اس شرکت میں تمہارا کوئی فائدہ نہیں تاہم تمہیں شریک رہنا چاہئے' کیونکہ لوگوں کو تمہاری رائے کا انتظار ہوگا اور ممکن ہے کہ تمہاری عزلت گزینی ان میں اختلاف پیدا کردے۔ دجال سے بہت ڈرتی تھیں' مدینہ میں ابن صیاد نامی ایک شخص تھا۔ دجال کے متعلق آنحضرت ﷺ نے جو علامتیں بتائی تھیں اس میں کچھ موجود تھیں۔ اس سے اور عبداللہ بن عمرؓ سے ایک دن راہ میں ملاقات ہوگئی' انہوں نے اس کو بہت سخت سست کہا اس پر وہ اس قدر پھولا کہ راستہ بند ہوگیا' ابن عمرؓ نے اس کو مارنا شروع کیا' حضرت حفصہؓ کو خبر ہوئی تو بولیں' تم کو اس سے کیا غرض؟ تمہیں معلوم نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دجال کے خروج کا محرک اس کا غصہ ہوگا۔

ایک بار حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے حضرت صفیہؓ سے کہا کہ: ''ہم رسول اللہ ﷺ کے نزدیک تم سے زیادہ معزز ہیں' ہم آپ کی بیوی بھی ہیں اور چچازاد بہن بھی۔ حضرت صفیہؓ کو ناگوار گزرا' انہوں نے آنحضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی' آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ تم مجھ سے زیادہ کیونکر معزز ہوسکتی ہو' میرے شوہر محمد ﷺ' میرے باپ ہارون علیہ السلام اور میرے چچا موسیٰ علیہ السلام ہیں۔''

حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی بیٹی تھیں جو تقرب نبوی میں دوش بدوش تھے۔ اس بناء پر حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ سے دیگر ازواج کے مقابلہ میں حضور ﷺ کو بہت قلبی لگاؤ تھا۔

کبھی کبھی (حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ میں) باہم رشک و رقابت کا اظہار بھی ہوجایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ دونوں آنحضرت ﷺ کے ساتھ سفر میں تھیں۔ رسول اللہ

بقیہ صفحہ 53 پر

قسط:1

گوہر شاہی کے حالات وواقعات

مولانا حق نواز رنگ پور

اسلامی تاریخ میں بہت سے طالع آزماؤں نے نبوت ورسالت اور میسحیت ومہدویت کے دعوے کر کے خلق خدا کو اپنے دام تزویر کا شکار کیا۔ جن کی تفصیل حضرت مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوریؒ کی کتاب ''آئمہ تلبیس'' اور اس کی تلخیص ''ایمان کے ڈاکو'' میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

اس قسم کے لوگوں میں کچھ تو عیار تھے۔ جن کا مقصد دام ہمرنگ زمین بچھا کر خلق خدا کو گمراہ کرنا تھا۔ اور کچھ لوگ پہلے بہت نیک تھے ان کی نیکی وپارسائی کے حوالے سے شیطان نے ان کو دھوکہ دیا اور انہوں نے القائے شیطانی کو الہام رحمانی سمجھ لیا۔ اور غلط فہمی میں مہدی آخرالزماں ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ ان کو مرتے وقت اپنی غلطی معلوم ہوگئی ہوگی۔ مگر افسوس کہ اصلاح کا وقت گزر چکا تھا۔ بہر حال ایسے لوگ بھی اپنے زہد وتقدس کے فریب میں مبتلا ہو کر بہت سے لوگوں کا ایمان برباد کر کے چلتے بنے۔

ان بر خود غلط مدعیان مہدویت ومیسحیت کے دعوؤں کا نتیجہ یہ ہوا کہ امت افتراق وانتشار کا شکار ہو کر رہ گئی۔ کچھ تو ان مدعیوں کی ملمع کاری سے مسحور ہوگئے۔ اور ان کے دعوے کو زر خالص سمجھ کر نقد ایمان ان کے ہاتھ فروخت کر بیٹھے۔ کچھ جدید طبقہ کے لوگوں کو ان جھوٹے مہدیوں کا طرز عمل دیکھ کر آنحضرت ﷺ کی اس پیش گوئی پر ایمان نہ رہا۔ وہ ظہور مہدی کے عقیدہ سے دستبردار ہوگئے۔ اور انہوں نے اس سلسلہ کی تمام احادیث کو من گھڑت افسانہ قرار دے دیا۔

لیکن تمام امت اسلامیہ کا سواد اعظم (اہل سنت والجماعت) جن کے سامنے حضور اکرم ﷺ کی پیش گوئی اپنی تمام تفصیلات کے ساتھ موجود تھی۔ وہ نہ تو جھوٹے مدعیوں کی ملمع کاریوں پر فریفتہ ہوا اور نہ چند جھوٹوں کے دعوؤں کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ کی سچی پیش گوئی سے منکر ہوا۔ بلکہ ان جھوٹے' خود ساختہ' نام نہاد مدعیوں کے تدارک کے لئے ہر ممکن جدوجہد کی۔ اور امت محمدیہ ﷺ کو حقیقت سے آگاہ کیا۔ جس کے نتیجہ میں یہ جھوٹے' نام نہاد مدعیان نبوت' مہدویت' میسحیت وغیرہ خائب وخاسر دنیا سے رخصت ہوئے۔

ان ہی جھوٹے مدعیان مسیحیت ومہدویت میں ایک نام ریاض احمد المعروف ریاض احمد گوہر شاہی کا ہے۔ یہ اپنے آپ کو ذکر الٰہی کا دیوانہ اور عاشق الٰہی کے بعد اب امام مہدی ثابت کر کے اہل اسلام کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔ اس کے امام مہدی ہونے کے دعوے کی خبر ملک بھر میں موضوع بحث بنی ہوئی ہے۔ اخبارات میں خبریں آرہی ہیں۔ اردو 'انگریزی میں ان کے مجلّات اور اخبارات شائع ہورہے ہیں۔ پورے ملک میں ایک افراتفری ہے۔ لوگ پریشان ہیں۔ بے چینی کی فضا ہے۔ اب ضرورت ہے کہ لوگوں کو حقیقت حال سے آگاہ کیا جائے۔ کہ ریاض احمد گوہر شاہی کون ہے۔

تعارف

ریاض احمد گوہر شاہی خالق ہے یا مخلوق؟ گوہر شاہی کے فرقہ گوہریہ کے عقائد کیا ہیں؟ گوہر شاہی کی شریعت کیا ہے؟ گوہر شاہی نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیوں کیا؟ اس کی اندرونی کہانی کیا ہے؟۔ اندرون اور بیرون ملک وہ کیا کر رہا ہے۔ اور مستقبل میں وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔ اسلام دشمن قوتوں کی طرف سے اسے کیا مشن سونپا گیا ہے۔

زیر نظر صفحات میں انہی مذکورہ بالا باتوں کو بیان کیا ہے۔ اب حکومت کے علاوہ ہم سب مسلمان بھائیوں کا یہ فرض بنتا ہے۔ کہ لوگوں کو صحیح صورت حال سے آگاہ کریں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی تعلیمات کا پردہ چاک کریں۔ تاکہ ہمارا وہ مسلمان بھائی جو اس (گوہر شاہی) کے جال میں پھنسا ہوا ہے۔ اس کے گمراہ کن عقائد سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق زندگی گزار کر جہنم کی دہکتی بھڑکتی ہوئی آگ سے بچ جائے۔ اور دودھ وشہد والی نہروں پھلوں پھولوں سے اٹے ہوئے باغات اور حور وغلمان والی وسیع وعریض جنتوں کے مالک بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے گمراہ کن عقائد سے ہر مسلمان کو مامون ومحفوظ رکھے۔ آمین

گوہر شاہی کی حقیقت

ریاض احمد گوہر شاہی کا تعلق ڈھوک گوہر شاہ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی سے ہے۔ یہ اپنے آپ کو سید ظاہر کرتا ہے۔ حالانکہ فی الحقیقت یہ مغل ہے۔ ریاض احمد گوہر شاہی بابا گوہر علی شاہ کی پانچویں پشت سے ہے۔

ابتدائی حالات

گوہر علی شاہ سری نگر کشمیر کا رہائشی تھا۔ کشمیر میں اس پر قتل کا الزام تھا۔ انگریز حکومت نے قتل کے جرم میں گرفتار کرنا چاہا۔ وہ جان بچانے اور گرفتاری سے بچنے کے لئے کشمیر سے راولپنڈی آگیا۔ اب یہ ریاض احمد گوہر شاہی کہتا ہے کہ اس کا بابا (گوہر علی شاہ) کشمیر سے اس لئے بھاگا تھا کہ ایک دفعہ کچھ ہندوؤں نے ایک مسلمان لڑکی اغوا کرلی تو اس نے سات ہندو مار دیئے۔

بہر حال گوہر علی شاہ کشمیر سے بھاگ کر راولپنڈی میں نالہ لئی کے پاس رہائش پذیر رہا۔ جب یہاں پر بھی پولیس کا خطرہ ہوا تو فقیری کا روپ دھارا اور فقیر بن کر تحصیل گوجر خان کے ایک جنگل میں ڈیرہ لگایا۔

ضعیف الاعتقاد لوگوں نے جب اس آدمی کو اتنے عرصہ سے اس جنگل میں ڈیرہ لگائے بیٹھے دیکھا تو اس کو پیر فقیر سمجھ کر اس کے پاس آنے جانے لگے۔ اب گوہر علی شاہ نے لوگوں پر اپنی جھوٹی فقیری کا ایسا جادو کیا کہ لوگ اس کے مرید بن گئے۔ اور عقیدت میں آکر اس جنگل کا رقبہ جو ان کی ملکیت تھا اس کو نذرانہ میں پیش کردیا۔ اب یہ خاموشی سے اس جنگل پر قابض ہوگیا۔

وجہ تسمیہ ڈھوک گوہر علی شاہ

اب یہی جنگل کے رقبہ پر ایک نئی بستی آباد ہوگئی۔ گوہر علی شاہ کے نام کی مناسبت سے اس کو ڈھوک گوہر علی شاہ کہا جانے لگا۔

روانگی بحر منڈی راولپنڈی

اپنی زندگی کے آخری ایام میں گوہر علی شاہ کسی بات پر ناراض ہوکر بحر منڈی راولپنڈی چلا گیا۔ اور وہیں اس کی وفات ہوگئی۔ مرنے کے بعد اس کے مریدین اس کو ڈھوک گوہر علی شاہ میں لائے اور دفن کرکے اس کا دربار بنادیا۔ ادھر بحر منڈی میں جہاں گوہر علی شاہ پیر بن کر بیٹھا کرتا تھا۔ وہاں اس کے متعلقین نے گوہر علی شاہ کی گودڑی اور لاٹھی کو زمین میں دبا کر اس کا دربار بنادیا۔ قصہ مختصر اب گوہر علی شاہ کے دو دربار ہیں۔ (۱)...... گاؤں ڈھوک گوہر علی شاہ۔ (۲)...... بحر منڈی راولپنڈی۔ اس مذکورہ بالا عبارت کا اعتراف خود ریاض احمد گوہر شاہی نے بھی کیا ہے۔ (مینارہ نور ص ۷ تا۹)

ریاض احمد المعروف پیر گوہر شاہی

گوہر علی شاہ تو فوت ہو گیا لیکن اس کی پانچ ویں پشت سے ایک بیٹا ہوا۔ جس کا نام ریاض احمد تھا۔ یہ بیروزگار تھا۔ اس نے سوچا ویسے تو پیسے کمانا بہت مشکل ہے۔ کیوں نہ پیری مریدی کا دھندا شروع کیا جائے۔ بیس سال سے لے کر چونتیس سال کی عمر تک ریاض احمد گوہر شاہی نے نہ نماز پڑھی‘ نہ روزہ رکھا‘ اور نہ دوسرے شرعی احکامات پر عمل کیا۔ حلال و حرام کی تمیز جاتی رہی۔ جس کا گوہر شاہی نے خود اعتراف کیا ہے۔(روحانی سفر ص ۸)

اب گوہر شاہی نے خاص طور پر سندھ کے پسماندہ‘ غیر تعلیم یافتہ‘ پیر پرست‘ اور سید کے نام پر کٹ مرنے کا جذبہ رکھنے والے لوگوں کو پھانسنے کے لئے منتخب کیا۔

منصوبہ کی تکمیل کے لئے جدوجہد

چوبیس سال کی عمر میں اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے دریاؤں کے چکر لگانے شروع کئے۔ تین سال تک یہ سیہون شریف کے پہاڑوں اور لال باغ میں چلے اور مجاہدے میں مصروف رہنے کا ڈرامہ کرتا رہا۔(روحانی سفر ص ۴)

بعد میں ان کو ولی کامل نہ سمجھتے ہوئے بیعت توڑ دی۔ نشہ بازوں اور چرسیوں کے پیچھے بھی دوڑ لگائی کہ کوئی پیر بننے کا طریقہ بتلا دے۔(روحانی سفر ص ۵)

اسی مقصد کے لئے جام داتا اور بری امام کے دربار کے چکر بھی لگائے۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ (روحانی سفر ص ۶)

اب ریاض احمد گوہر شاہی خود بخود ولی بننے کے منصوبے پر عمل درآمد کرنے کا سوچنے لگا۔ لکھتا ہے :

”میں نے اپنی ناکامی کا اشارہ پا کر بھی واپس لوٹنا چاہا لیکن سوچا مرشد تو ابوبکر حواری کا بھی نہ تھا۔ وہ کیسے کامیاب ہوئے ؟ جب گھر سے نکل پڑا ہوں پوری قسمت آزما لوں............ عجب مستی ہے سمجھتا ہوں کہ فقیر بن گیا۔ آزمائش کے لئے چڑیوں کو حکم دیتا ہوں۔ ادھر آؤ۔ وہ نہیں آتیں۔ پھر کہتا ہوں کہ اچھا مر جاؤ۔ وہ نہیں مرتیں۔ پھر سمجھتا ہوں کہ ابھی فقر ادھورا ہے۔(روحانی سفر ص ۷)

پیر ریاض احمد سے ریاض احمد گوہر شاہی کیسے بنا؟

پیر گوہر کی کتب میں درج ہے کہ :

"من لا شیخ له فشیخه الشیطان." ﴿ترجمہ: جس کا کوئی مرشد نہیں اس کا مرشد شیطان ہے۔ (حوالہ خطرے کا الارم ص ۲)﴾

پیر گوہر بھی اس موقف پر کاربند ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ پیر گوہر کا کوئی استاد نہیں۔ وہ نہ تو کسی مدرسہ میں پڑھا ہے۔ نہ قرآن وحدیث کی تعلیم سے آشنا ہے۔ چنانچہ مولوی ابو داؤد صادق آف گوجرانوالہ نے لکھا ہے۔ ان صاحب کو نہ تو علمائے کرام کی صحبت میسر آئی اور نہ مشائخ طریقت کی تربیت نصیب ہوئی۔ یعنی ریاض صاحب نہ تو کسی مدرسہ سے فارغ التحصیل ہیں اور نہ کسی سلسلہ میں بیعت ہیں۔

چنانچہ جب ان کا کوئی استاد نہیں تو ان کے اپنے ضابطے (جس کا مرشد نہیں اس کا مرشد شیطان ہے) کے مطابق پیر گوہر کا مرشد شیطان ہوا۔ گوہر شاہی نے خود اس کا اعتراف کیا۔

پیر گوہر شاہی کا مرشد

ایک دن پتھریلی جگہ پر پیشاب کر رہا تھا۔ پیشاب کا پانی پتھروں پر جمع ہو گیا اور ویسا ہی سایہ مجھے پیشاب کے پانی میں نظر آیا جس سائے سے مجھے ہدایت ملی تھی۔ (روحانی سفر ص ۲۰)

مرشد شیطان کی وفاداریاں

گوہر شاہی لکھتا ہے کہ تقریباً ایک سال کے بعد مرشد نے (سایہ نے) حکم دیا اب تزکیہ نفس کے لئے تین دن کے اندر اندر دنیا چھوڑ دو۔ (روحانی سفر ص ۱۲)

انجمن سرفروشان اسلام کی بنیاد

جنگل سے واپس آکر گوہر شاہی نے جام شورو ٹیکسٹ بک بورڈ کے عقب میں جھونپڑی ڈال لی۔ چھ ماہ تک پیر جھونپڑی ڈالے بیٹھا رہا۔ اس دوران اس نے جن بھوت نکالنے کا کام شروع کر دیا۔ کمزور عقیدہ والے لوگ آنے لگے۔ سیکورٹی پولیس نے بھی پیر کی مشکوک حرکات کا جائزہ لینا شروع کیا۔ حتیٰ کہ قریب ہی ایک درخت پر کیمرہ بھی فٹ کر دیا تاکہ نگرانی ہو سکے۔ (جاری ہے۔)

قسط : 11

العرف الوردی فی اخبار المہدی

تصنیف : علامہ جلال الدین سیوطیؒ
ترجمہ : مولانا قاری قیام الدین مدظلہ

وأخرج (ك) أيضاً عن الوليد بن مسلم قال : سمعت رجلا يحدث قوما فقال : المهديون ثلاثة مهدى الخير عمر بن عبد العزيز . ومهدى الدم وهو الذى تسكن عليه الدماء . ومهدى الدين عيسى ابن مريم تسلم أمته فى زمانه، وأخرج أيضا عن كعب قال: مهدى الخير يخرج بعد السفياني.

ترجمہ :۔ حضرت ولید بن مسلمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو لوگوں سے یہ گفتگو کرتے ہوئے سنا کہ مہدی تین اشخاص ہیں۔ (۱) مہدی الخیر عمر بن عبدالعزیز ؒ (۲) مہدی الدم جن کی حکومت میں خون ریزی بند ہو جائے گی' (۳) مہدی الدین سیدنا عیسیٰ بن مریم۔ جن کے زمانہ میں امت محمدیہ خیر و سلامتی میں ہوگی۔ حضرت کعب ؓ سے روایت ہے کہ مہدی الخیر (بلکہ مہدی الدم) کا ظہور سفیانی کے بعد ہوگا۔

وأخرج (ك) أيضا عن طاوس قال : اذا كان المهدى يبذل المال ويشتد على العمال ويرحم المساكين .

وأخرج (ك) أيضا عن طاوس قال : وددت أنى لاأموت حتى أدرك زمان المهدى يزاد للمحسن فى احسانه ويتاب فيه على المسيىء ، وأخرج أيضا عن أبى سعيد الخدرى عن النبى ﷺ قال : « المهدى يصلحه الله فى ليلة واحدة ».

ترجمہ :۔ حضرت طاؤسؒ سے روایت ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ الرضوان آئیں گے تو مال عطا کریں گے اور سرکاری اہل کاروں پر سخت گیر ہوں گے اور مسکین لوگوں پر رحم کرنے والے۔ حضرت طاؤسؒ سے مزید مروی ہے کہ میری' آرزو ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے زمانہ کو پالینے تک مجھے موت نہ آئے جس میں احسان کرنے والے کو بہت نیک بدلہ دیا جائے گا اور برائی کرنے والا سزا پائے گا۔ حضرت ابوسعید خدری ؓ نبی ﷺ سے روایت ہیں کہ مہدی کو اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں منصبی ذمہ داریوں کے لائق بنادیں گے۔

وأخرج (ك) أيضا عن عمر بن الخطاب أنه ولج البيت وقال : والله ماأدرى أدع خزائن البيت ومافيه من السلاح والمال أو أقسمه فى سبيل الله فقال له على بن أبى طالب: امض ياأمير المؤمنين فلست بصاحبه انما صاحبه منا شاب من قريش يقسمه فى سبيل الله فى آخر الزمان.

وأخرج (ك) أيضا عن كعب قال : لواء يعقده المهدى يبعثه الى الترك فيهز مهم ويأخذ ما معهم من السبى والأموال ثم يصير الى الشام فيفتحها ثم يعتق كل مملوك معه ويعطى أصحابه قيمتهم ٭
وأخرج (ك) أيضا عن ابن لهيعة قال : يتمنى فى زمان المهدى الصغير الكبر والكبير الصغر (١) ٭
وأخرج (ك) أيضا عن صباح قال : يمكث المهدى فيهم تسعا وثلاثين سنة يقول الصغير ياليتنى كبرت ويقول الكبير ياليتنى كنت صغيراً ٭ وأخرج (ك) أيضا عن عبد الله بن عمرو قال : المهدى ينزل (٢) عليه عيسى ابن مريم ويصلى خلفه عيسى ٭

ترجمہ :۔ نعیم بن حمادؒ نے حضرت عمر بن خطاب ؓ کے متعلق نقل کیا ہے کہ آپ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے اور فرمایا ’’واللہ ‘‘ سوچ رہا ہوں کہ بیت اللہ شریف کے خزانوں اور اس میں موجود اسلحہ اور مال کو یوں ہی چھوڑ دوں یا اسے اللہ کے راستے میں تقسیم کردوں۔ حضرت علی بن ابی طالب ؓ نے آپ سے عرض کیا یا امیر المومنین آپ اپنا کام جاری رکھئے۔ آپ اس کے ذمہ دار نہیں۔ اس کا ذمہ دار ہم میں سے آئندہ قریشی نوجوان ہوگا جو آخر زمانہ میں اسے اللہ کے راستہ میں تقسیم کرے گا۔

نعیم بن حمادؒ حضرت کعب ؓ کا قول نقل کرتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان ایک پرچم لپیٹ کر (امیر کے ہمراہ) ترک قوم کی طرف روانہ فرمائیں گے۔ جو انہیں پسپا کردے گا اور ان کے پاس جو قیدی اور مال ہوں گے حاصل کرلے گا پھر آپ (حضرت مہدی علیہ الرضوان) شام کی طرف رجوع فرمائیں گے اور اسے فتح فرمائیں گے پھر اپنے ہمراہ ہر غلام کو آزاد کریں گے اور ان کی قیمت اپنے اصحاب کو دیں گے۔

ابن لہیعہؒ سے روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے زمانہ میں کم عمر انسان بڑا ہونے کی اور عمر رسیدہ انسان چھوٹا ہونے کی تمنا کرے گا۔ حضرت صباحؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان لوگوں میں انتالیس ۳۹ سال قیام فرمائیں گے۔ کم عمر انسان کہے گا ’اے کاش ! میں عمر رسیدہ ہوتا اور عمر رسیدہ انسان کہے گا ’اے کاش ! میں کم عمر ہوتا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کا فرمان ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے زمانہ میں سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی اقتداء میں (پہلی) نماز ادا کریں گے۔

وأخرج (ك) أيضا عن كعب قال : المهدى من ولد العباس ، وأخرج أيضا عن الزهرى قال : المهدى من ولد فاطمة ٭
وأخرج (ك) أيضا عن كعب قال : ما المهدى الا من قريش وما الخلافة الا فيهم ٭
وأخرج (ك) أيضا عن على قال : المهدى رجل منا من ولد فاطمة ٭
وأخرج (ك) أيضا عن ابن عمر أنه قال لابن الحنفية : المهدى الذى يقولون كما يقول

الرجل الصالح اذا كان الرجل صالحا قيل له المهدى ۔
وأخرج (ك) أيضا عن أرطاة قال : يبقى المهدى أربعين عاما ۔
وأخرج (ك) أيضا عن بقية بن الوليد قال : حياة المهدي ثلاثون سنة ۔
وأخرج (ك) أيضا عن محمد بن حمير عن أبيه قال: يملك المهدى سبع سنين وشهرين وأياما۔

ترجمہ :۔ نعیم بن حماد حضرت کعب ؓ کا قول نقل کرتے ہیں کہ سیدنا مہدی علیہ الرضوان اولاد عباس ؓ سے ہوں گے اور حضرت زہری سے روایت کیا ہے۔ کہ مہدی علیہ الرضوان سیدہ فاطمہؓ کی اولاد سے ہوں گے۔ حضرت کعب ؓ کا ارشاد ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان قوم قریش سے ہی ہوں گے اور خلافت اہل قریش میں ہی جاری ہوگی۔ حضرت علی ؓ کا ارشاد ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے ہمارے گھرانے کے ایک فرد ہوں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے متعلق منقول ہے' کہ انہوں نے حضرت محمد بن حنفیہ سے کہا کہ مہدی علیہ الرضوان جس کا لوگ ذکر کرتے ہیں۔ یہ ایک محاورہ ہے کہ جب کوئی شخص صالح اور نیک وکار ہو تو اسے مہدی کہا جاتا ہے۔ حضرت ارطاہ ؓ کا فرمان ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان چالیس سال زندہ رہیں گے۔ حضرت بقیہ کا قول ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کی عمر تیس سال ہوگی۔ حضرت محمد بن حمیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان سات سال دو مہینے اور چند دن حکومت کریں گے۔

وأخرج (ك) أيضا عن دينار بن دينار قال : بقاء المهدى اربعون سنة ۔
وأخرج (ك) أيضا عن الزهرى قال : يعيش المهدى أربع عشرة سنة ثم يموت موتا ۔
وأخرج (ك) ايضا عن على قال . يلى المهدى امر الناس ثلاثين اواربعين سنة ۔
واخرج (ك) ايضا عن كعب قال : يموت المهدى موتا ثم يلى الناس بعده رجل من أهل بيته فيه خير وشر وشره اكثر من خيره يغضب الناس يدعوهم الى الفرقة بعد الجماعة بقاؤه قليل يثور به رجل من أهل بيته فيقتله ۔

ترجمہ :۔ حضرت دینار بن دینار سے مروی ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان چالیس سال زندہ رہیں گے۔ حضرت زہری سے منقول ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان چودہ سال زندگی گذاریں گے پھر انہیں طبعی موت آئے گی۔ حضرت علی ؓ کا ارشاد ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان تیس سال یا چالیس سال حکومت کی باگ ڈور سنبھالیں گے۔ حضرت کعب ؓ کا فرمان مذکور ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان طبعی موت پائیں گے۔ پھر ان کے بعد لوگوں کی حکومت کی باگ ڈور ان کے اہل بیت سے ایک شخص سنبھالے گا۔ جس کی ذات میں بھلائی اور برائی دونوں پہلو ہوں گے' لیکن برائی اس کی بھلائی پر غالب ہوگی۔ جو لوگوں سے ناجائز مال ہتھیائے گا اور جمعیت کے بعد انہیں افتراق کی دعوت دے گا اس کی زندگی تھوڑی ہوگی۔ اسی کے گھرانے کا

مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رح سے مناظرہ نہ کیا جائے

قادیانیوں کا سرکاری سطح پر اعلان

مولانا اللہ وسایا

فقیر جن دنوں چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام قائم شدہ پہلی مسجد، مسجد محمدیہ میں جمعہ کا خطبہ دیتا تھا۔ توان دنوں کتابیں، حوالہ جات، اخبارات ورسائل ہاتھ میں لے کر قادیانیوں کو خطاب کرنے کا طریقہ اختیار کیا تھا ان دنوں قادیانی اخبار الفضل کے دو پرچے مناظر اسلام مولانا عبدالرحیم اشعر دامت برکاتہم نے عنایت کئے۔ جن میں قادیانیوں کا اعتراف تھا۔ قادیانی جماعت نے اپنے اخبار الفضل میں جماعتی طور پر باضابطہ اعلان کیا تھا کہ مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر سے کوئی قادیانی مناظرہ نہ کرے۔ بلکہ ان کی مجلس میں نہ جائے۔ ان کی گفتگو نہ سنے۔ یہ دونوں حوالہ جات چناب نگر (ربوہ) اسٹیشن جامع مسجد محمدیہ میں فقیر نے پڑھ کر سنائے۔ قادیانی سٹ پٹائے۔ اخبار پرانے تھے ان پر کور چڑھانے کے لئے ایک ”مخلص“ نے لے لئے اور وہ نہ ملنے تھے نہ ملے۔ فقیر کے لئے یہ اتنا بڑا سانحہ تھا کہ بس کچھ نہ پوچھئے جب یاد آتا دل مسوس کر رہ جاتا۔ اخبار سے زیادہ صدمہ اس بات کا تھا کہ ان کی تاریخ کہیں درج نہ کی تھی۔ ورنہ اخبار تو کہیں سے بھی حاصل کیا جاسکتا تھا۔ ے حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر مدظلہ کو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی بہتر جزادیں ان کی نوٹ بکوں میں کہیں وہ تاریخیں مل گئیں۔ فقیر نے وہ ڈائری کے ٹائیٹل پر نقل کرلیں۔ آج مورخہ 5جولائی 1999ء کو فرصت نکال کر مجلس کے مرکزی دفتر کی لائبریری سے الفضل کی متعلقہ فائل نکالی۔ تو بحمدہ تعالیٰ وہ دونوں پرچے مل گئے۔ لیجئے اس خوشی میں فقیر آپ کو بھی شریک کرنا چاہتا ہے۔

مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمتہ اللہ علیہ امت مسلمہ میں سے وہ فرد وحید ہیں۔ جن کے متعلق قادیانی جماعت کے ناظر دعوت و تبلیغ (یعنی مناظروں کے انچارج اعلیٰ) زین العابدین ولی اللہ شاہ نے اخبار الفضل مورخہ یکم جولائی 1950ء میں باضابطہ اعلان کیا۔ یہ اعلان الفضل

(الدجل) کے ڈیڑھ صفحہ پر محیط ہے۔ "مبلغین سلسلہ و دیگر احباب محتاط رہیں" عنوان قائم کر کے اس نے تحریر کیا۔

"مولوی لال حسین اختر اور اس قماش کے دوسرے مبلغین جگہ بہ جگہ ہمارے خلاف اکھاڑے قائم کئے ہوئے ہیں جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس امام (مرزا قادیانی) کو بازاری قسم کی گندی گالیاں دینے اور ہمارے عقائد اور اقوال۔۔۔۔۔۔ کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اپنی طرف سے من گھڑت باتیں ہماری طرف منسوب کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالتے ہیں اور مبلغین سلسلہ (قادیانیت) کو چیلنج دیتے ہیں کہ ان کے ساتھ مناظرہ کرلیں۔۔۔۔۔ چنانچہ ساہیوال کے جلسہ میں لال حسین اختر نے مبلغین سلسلہ (قادیانیوں) کو خطاب کرتے ہوئے بار بار کہا آؤ مناظرہ کرو۔ تم مذہبی جماعت نہیں۔ بلکہ سیاسی جماعت ہو۔ عنوان ہو کہ قادیانی کافر تھا۔ انگریز کا جاسوس تھا۔ دجال تھا۔ کذاب تھا۔ گونگا شیطان تھا۔ اگر نہ آؤ تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ فرشتوں کی لعنت۔ آسمان کی لعنت۔ زمین کے بسنے والوں کی لعنت۔ میں اللہ پاک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر مرزائی مقابلہ پر آئے تو دن کو تارے نہ دکھائے تو لال حسین اختر میرا نام نہیں۔ کوئی مرزائی میرے سامنے بول نہیں سکتا۔ کوئی میرے سامنے آیا تو ناطقہ بند ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔ اس لئے میں (زین العابدین قادیانی ناظر دعوۃ وارشاد) مبلغین سلسلہ (قادیانیوں) کو کھلے الفاظ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ مناظروں کے لئے ان کے چیلنجوں پر قطعاً توجہ نہ کی جائے۔ بلکہ ان کے کسی ایسے جلسوں میں کسی احمدی کو شریک نہ ہونا چاہیئے۔ (الفضل یکم جولائی 1950ء ص ۴)

اسی طرح 5 جولائی 50ء کے اخبار مین لکھا کہ

"ناظر دعوۃ و تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ (قادیانیہ) ربوہ نے ایک مضمون مورخہ یکم جولائی 50ء الفضل میں شائع فرما کر مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ (قادیانیہ) اور دیگر احباب جماعت کو ہدایت فرمائی ہے کہ بد سے بدزبان مولوی لال حسین اختر سے کلام کرنے میں احتراز کریں۔

اس لحاظ سے امت مسلمہ میں سے مولانا لال حسین اختر وہ مرد حق ہیں جن کے نام سے دنیائے قادیانیت کانپتی دہاڑتی تھی۔ مولانا کی للکار احرار نے قادیانی مبلغین و مناظرین کی بولتی بند کر دی تھی۔ ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا جو قادیانی جغادری ان کے سامنے آتا منہ کی کھاتا۔ منہ کے بل

گرتا اور سسکتا سسکتا رہ جاتا۔ مولانا کے سامنے کسی قادیانی کا چراغ نہ جلتا تھا۔اس لئے خود قادیانی اپنی حسرت و یاس میں جل بھن کر اعلان کرنے پر مجبور ہوئے کہ ان سے مناظرہ نہ کیا جائے۔ کلام نہ کیا جائے گفتگو نہ کی جائے۔ بلکہ ان کی گفتگو ہی نہ سنی جائے۔ کیوں جناب ؟ یہ سب کچھ قادیانی جماعت اعلان کر رہی ہے۔ یا قدرت حق مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو سچا ثابت کر رہی ہے جو وہ اکثر مناظروں میں فرمایا کرتے تھے کہ

”قادیانی دنیا میں ماں نے وہ بچہ نہیں جنا جو لال حسین اختر سے آکر مناظرہ کرے۔ قادیانی زہر کا پیالہ پی سکتے ہیں۔ لال حسین اختر کے سامنے مرزا غلام احمد (اپنے چیف گرو لاٹ پادری) کو شریف انسان ثابت نہیں کر سکتے“۔

باقی رہا قادیانیوں کا یہ عذر کہ مولانا لال حسین اختر گالیاں دیتے ہیں یہ صرف مولانا کی گرفت سے بچنے کی قادیانی چال ہے۔ ان کا بدترین الزام تھا۔ دھوکہ تھا۔ مولانا لال حسین اختر مناظرہ، جلسہ تو در کنار کسی مجلس میں بھی آپ نے کبھی کوئی گالی نہیں دی۔ یہ محض مولانا سے جان چھڑانے کے لئے اپنی جہالت و عجز پر پردہ ڈالنے کے لئے قادیانی مناظر بہانہ بنایا کرتے تھے۔ ورنہ اگر مولانا گالیاں دیتے تھے تو اس لحاظ سے تو ہر روز قادیانیوں کو مولانا سے مناظرہ کرنا چاہیئے تھا قادیانی دلائل دیتے۔ مولانا گالیاں دیتے تو لوگ قادیانیوں کے ساتھ ہو جاتے ان کو پتہ چل جاتا کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے۔ معلوم ہوا کہ مناظروں کے فرار کے لئے قادیان کی جھوٹ ساز مل نے قادیانی کذابوں کے لئے دجل و فریب کا یہ نیا چولہ تیار کر کے دیا تھا کہ وہ یوں بہانہ بنا کر مولانا لال حسین اختر کی مناظرانہ للکار سے کنارہ عافیت تلاش کر سکیں۔ قدرت حق مولانا لال حسین اختر پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل فرمائے۔

حسن اتفاق: آج ۵ جولائی ۱۹۹۹ء جس اخبار الفضل کا حوالہ دیا ہے ان میں ایک اخبار بھی ۵ جولائی ۱۹۵۰ء کا ہے ٹھیک انچاس سال بعد اسی ہی تاریخ کو قادیانی دجل پارہ پارہ اور مولانا لال حسین اختر کی مناظرانہ جرأت و بے مثال کو آشکارا کرنے کا قدرت نے موقعہ عنایت فرمایا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدمت جناب ایس ایس پی صاحب ملتان

السلام علیکم　　　　مزاج گرامی!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر پر پولیس کے چھاپہ سے متعلق ایک درخواست وزیراعظم صاحب کو بھجوائی گئی تھی۔ ان کی طرف سے اطلاع ملی کہ وہ درخواست ڈی آئی جی صاحب کے پاس انکوائری کے لئے بھیج دی گئی ہے۔ ڈی آئی جی صاحب کا لیٹر بھی ملا کہ درخواست مل گئی ہے۔ اب آنجناب کے حوالہ سے 26 جون کے لئے تھانہ کوتوالی نے اطلاع دی کہ آپ کی خدمت میں بندہ حاضر ہو۔ مگر میں سرحد کے تبلیغی دورہ پر تھا۔ پھر 14 جولائی کی اطلاع دی گئی۔ مگر اس دن بھی تبلیغی سفر پر تھا۔ آج واپسی پر اطلاع ملی۔ اس درخواست سے متعلق ذیل کی معروضات جناب کی توجہ کی مستحق ہیں:

(1)

ملک عزیز پاکستان کے حالات کی ابتری 'امن وامان کی مخدوش صورتحال' فرقہ واریت کے زہر کا معاشرہ میں سرایت کرنا۔ اس کے ازالہ کے لئے آپ سمیت انتظامیہ کی کدوکاش کو ہم استحسان کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ملک وملت 'اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی باغی جماعت قادیانیت کا قانون کے دائرہ میں رہ کر احتساب کرنا' ملک عزیز کی نظریاتی سرحدوں کا تحفظ اور تمام فرقوں میں اتفاق واتحاد کی فضا پیدا کر کے "ختم نبوت" کے پلیٹ فارم پر ان کو جمع کرنا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا طرہ امتیاز ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر کا ترجمان ماہنامہ لولاک ملتان کا اور تحریک ختم نبوت 1953ء کے دو صفحات کے فوٹو لف ہیں۔ ان سے آپ کو معلوم ہوگا کہ عالمی مجلس کا موقف ومسلک کیا ہے۔

(2)

23 اپریل 1999ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر پر پولیس نے چھاپہ مارا۔ اتحاد بین المسلمین کے داعی دینی ادارہ کے تقدس کو پامال کیا گیا۔ اس پر پورے ملک میں احتجاج ہوا۔ وقوعہ کے روز پنجاب کے منسٹر حافظ اقبال خاکوانی دفتر میں تشریف لائے' وقوعہ پر اظہار افسوس کیا۔ عزت مآب صدر مملکت جناب محمد رفیق تارڑ صاحب کو بھی احتجاجی مراسلے بھیجے۔ انہوں نے پنجاب کے چیف منسٹر صاحب کو فرمایا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جسے میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ یہ مقدس مشن کے لئے بغیر نام ونمود کے دین کی خدمت کر رہا ہے۔ فرقہ واریت کے تناظر میں اس پر چھاپہ مارنا سراسر زیادتی ہے۔ چیف منسٹر صاحب نے انکوائری کرا کر رپورٹ دینے کا صدر مملکت سے وعدہ فرمایا۔

(3)

یکم جولائی 1999ء کو جناب سیف اللہ چٹھہ صاحب ڈی سی ملتان اور جناب احمد رضا طاہر ایس ایس پی ملتان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں تشریف لائے۔ دونوں افسران کو تحریری عرض پیش کی گئی۔ وقوعہ سے متعلق اخبارات کے کٹنگ مہیا کیئے گئے۔ دونوں افسران نے فرمایا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر پر چھاپہ زیادتی تھی۔ جو افراد غلط رپورٹ کر کے اس وقوعہ کا باعث بنے ان کے خلاف انکوائری ہوگی اور دفتر پر چھاپہ سے متعلق سرکاری طور پر پریس نوٹ جاری کریں گے۔ تاکہ دفتر کا تقدس بحال ہو۔

(4)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے دونوں افسران کی تشریف آوری کی پریس کو خبر تک نہ بھجوائی اور نہ ہی اس کے بعد اخبارات میں احتجاجی بیان جاری کیا۔ دونوں افسران کی یقین دہانی و تشریف آوری پر اعتماد کر کے اس مہم کو ترک کر دیا گیا۔

(5)

لیکن اب تیسرا ماہ جارہا ہے نہ ہی ڈی سی صاحب اور ایس ایس پی صاحب نے بیان جاری کیا اور نہ ہی وقوعہ کی انکوائری کے بعد متعلقہ غلط رپورٹ کرنے والے کی سرزنش ہوئی۔ اب کیا کیا جائے اس امر کا کہ اتنے بڑے ذمہ دار آفیسر صاحبان بھی معززین و علماء کی موجودگی میں ایک وعدہ کرتے ہیں مگر تاحال کہ اس کا ایفاء نہیں ہوا۔

(6)

مگر اس کے ساتھ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدام کی دیانت داری پر توجہ دیں کہ ہمارے ایک ذمہ دار بزرگ رہنما کی صدر مملکت سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ہم سے پوچھا کہ جناب چیف منسٹر صاحب پنجاب سے میں نے کہا تھا کہ انکوائری کرائیں۔ چیف منسٹر صاحب نے اطلاع دی ہے کہ ہمارے آفیسران گئے تھے۔ دفتر کے حضرات سے معذرت کر لی گئی ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟ ہمارے بزرگ نے صدر مملکت سے عرض کیا کہ ٹھیک ہے۔ ہم نے شکایت نہیں کی کہ جناب ایس ایس پی و ڈی سی صاحب نے وعدہ فرمایا تھا اس کا ایفا نہیں ہوا۔

(7)

معافی چاہتا ہوں کہ معروضات کا دفتر طویل ہو گیا ہے۔ دراصل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحمت دو عالم ﷺ کی عزت و ناموس کی پاسبان ہے۔ اس کی عزت و توقیر کو ملک و ملت کی عزت و آبرو کی طرح مقدس سمجھتے ہیں۔ ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور وعدہ کے باوجود اس کا ازالہ نہیں ہوا۔ اس سے اس فرد یا ادارہ کو تقویت ملے

ی۔ جس نے اس ادارہ پر پولیس کی چڑھائی کے لئے سازش تیار کی۔ اس کی روک تھام ضروری ہے۔

(8)

آپ سے استدعا ہے :الف..... جس شخص نے غلط رپورٹنگ کر کے پچاس سالہ دینی ادارہ کی روایات کے علی الرغم اسے فرقہ واریت میں ملوث کر کے اس پر چھاپہ ڈلوایا ہے۔ اسے قرارواقعی سزا دی جائے۔ یہ شخص یقیناً قادیانی یا قادیانیت زدہ ہے۔ :ب..... ڈی سی صاحب یا آنجناب کی طرف سے اخبارات میں سرکاری سطح پر بیان آنا چاہئے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک دینی ادارہ ہے۔ اس کا فرقہ واریت سے کوئی تعلق نہیں۔ پولیس کا چھاپہ غلط فہمی کی بنیاد پر تھا۔ جس کا ہمیں افسوس ہے۔ جو ہوا غلط ہوا۔

امید ہے کہ توجہ فرما کر ممنون احسان فرمایا جائے گا۔

والسلام

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ از صفحہ 39

ﷺ راتوں کو حضرت عائشہؓ کے اونٹ پر چلتے تھے اور ان سے باتیں کرتے تھے۔ ایک دن حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ آج رات کو تم میرے اونٹ پر اور میں تمہارے اونٹ پر سوار ہوں تاکہ مختلف مناظر دیکھنے میں آئیں، حضرت عائشہؓ راضی ہو گئیں آنحضرت ﷺ حسب عادت حضرت عائشہؓ کے اونٹ کے پاس آئے تو اس پر حضرت حفصہؓ سوار تھیں۔ اس طرح خوش کن انداز میں رشک ور قابت کا سلسلہ چلتا رہا۔

☆☆☆☆☆☆

مولانا عزیز الرحمٰن خورشید ملکوال والوں کو صدمہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن خورشید ملکوال والے کے بھانجے حافظ محمد اسد کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد 24 جولائی کو راولپنڈی میں انتقال کر گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم حافظ قرآن تھے۔ صوم وصلوۃ کے پابند تھے نماز جنازہ میں لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی ادارہ لولاک و عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ تمام اکابر واصاغر مولانا عزیز الرحمٰن خورشید کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ (آمین)

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ

ختم نبوت کانفرنس سائٹ ایریا کوٹری

حیدر آباد (نمائندہ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد ڈویژن کے زیر اہتمام ختم نبوت کے پروگرام مختلف علاقوں میں ہوتے رہتے ہیں جس میں جماعت کے مرکزی قائدین تشریف لاکر مقامی جماعت کی سرپرستی فرماتے ہیں۔ دریائے سندھ کے کنارے پر واقع کوٹری ضلع دادو کا ایک صنعتی شہر ہے اس کا سائٹ ایریا جہاں پر غریب و مزدور طبقہ اپنے روزگار کی تلاش کے لئے رہائش پذیر ہے' قادیانی اور کفر و الحاد پھیلانے والے روحانیت اور تصوف کے جھوٹے دعویدار گوہر شاہی کے پیروکاروں نے اس علاقے کو خصوصی طور پر نشانہ بنایا ہوا ہے۔ آج سے 6 سال قبل بھٹائی کالونی میں قادیانیوں نے اپنے کفریہ عقائد کو پھیلانے کے لئے اپنی عبادت گاہ بنانے کی کوشش کی' یہاں کے غیور مسلمانوں نے بلا تفریق مسلک متفق ہو کر انکا مقابلہ کیا آج بھی سیشن کورٹ کوٹری میں ان مرزائیوں کے خلاف کیس چل رہا ہے۔ اب ایک اور نیا فتنہ گوہر شاہی جو اب تک صرف روحانیت اور تصوف کا پرچار کرنے اور اللہ اللہ کا درس دینے کا ایک ڈھونگ رچائے ہوئے تھا اس کی اصلیت کا پردہ بھی چاک ہونے لگا ہے' علماء کرام اور عوام اس کے گمراہ کن عقائد سے باخبر ہونے لگے ہیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس گمراہ اور اہانت رسول ﷺ کے مجرم کے خلاف اعلان جہاد کیا اور اس کے خلاف قانونی راستہ اختیار کرتے ہوئے توہین رسالت ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کرایا۔ علاقہ کوٹری سائٹ ایریا میں مسجد ختم نبوت اور دفتر کے قیام کا فیصلہ بھی ہوا' ختم نبوت کانفرنس کوٹری بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی' بروز ہفتہ 10 جولائی بعد نماز عشاء کانفرنس ہونا تھی کہ گوہر شاہی کے درجن بھر غنڈوں نے مسجد ختم نبوت پر جمعہ کے دن بعد نماز فجر ایک منصوبے کے تحت دھاوا بول دیا' اسلحہ کی نمائش کی اور کانفرنس نہ کرنے کی دھمکیاں دیں' خصوصاً گوہر شاہی کے خلاف کیس کے مدعی علامہ احمد میاں حمادی کو قتل کرنے کی دھمکیاں دیں۔ جس کے بعد حیدر آباد دفتر کے مبلغ مولانا نذر عثمانی نے جماعت کوٹری کے تمام رفقاء کے مشورے کے بعد ایس ڈی ایم کے نام ایک درخواست تحریر کی جس میں گوہر شاہی کے غنڈوں کی غنڈہ گردی کی شکایت کی گئی' درخواست ابھی تحریر

ہو رہی تھی کہ گوہر شاہی کے بارہ غنڈوں نے دوبارہ مسجد ختم نبوت کے ارد گرد چکر لگانا شروع کر دیا اور جماعت کے رفقاء کے موٹر سائیکلوں کو چرا کر لے جانے کی کوشش کی جس پر جماعت کے مذکورہ احباب نے گوہر شاہی کے غنڈوں کے ارد گرد گھیر اڈال کر 9 افراد کو پکڑ لیا اور باقی فرار ہو گئے۔ مولانا محمد نذر عثمانی ‘ غلام محمد بھٹہ ‘ حاجی زمان خان نے فوراً ایس ڈی ایم سے ملاقات کی اور مذکورہ واقعہ کے بارے میں آگاہ کیا ‘ ایس ڈی ایم نے ایس ایچ او تھانہ کوٹری کو فوراً ان کو گرفتار کرنے کا آرڈر دیا۔ نام نہاد روحانیت اور تصوف کے جھوٹے دعویدار گوہر شاہی کے مریدوں نے انتظامیہ پر دباؤ ڈالنے کی بھرپور کوشش کی کہ ختم نبوت کانفرنس ہونے سے خون خرابہ ہو گا یہاں کے حالات خراب ہوں گے لیکن جماعت ختم نبوت نے مقامی و ضلعی انتظامیہ پر یہ بات واضح کر دی کہ ختم نبوت کانفرنس ہر صورت میں ہو گی۔ بروز ہفتہ 10 جولائی بعد نماز عصر نائب امیر مرکزیہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی اپنے رفقاء مولانا سعید احمد جلالپوری ‘ مولانا محمد طیب لدھیانوی ‘ بھائی عبدالرحمٰن ‘ رانا محمد انور ‘ مولانا محمد اشرف کھوکھر سمیت دفتر ختم نبوت لطیف آباد نمبر 2 میں تشریف لائے۔ علاقہ کے علماء کرام نے حضرت لدھیانوی کا استقبال کیا بعض مدارس میں حضرت تشریف لے گئے اور مدارس کی ترقی کے لئے دعا فرمائی۔ اس کے بعد حضرت کانفرنس والی جگہ تشریف لے گئے۔ جس کے بعد کانفرنس کا باقاعدہ آغاز جناب قاری الٰہی بخش کی تلاوت کلام پاک سے ہوا ‘ جناب شبیر احمد ملک نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی اور اسٹیج سیکرٹری کے فرائض جماعت ختم نبوت ضلع بدین کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے ادا کئے۔ مقررین حضرات جن میں مولانا محمد طاہر مکی ‘ مفتی محمد امین امیر مجلس حیدر آباد ‘ مولانا ڈاکٹر عبدالسلام قریشی ‘ مفتی حفیظ الرحمٰن ‘ مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے کنوینر علامہ احمد میاں حمادی ‘ مولانا قاری کامران ‘ مولانا راشد مدنی اور مولانا محمد نذر عثمانی نے خطاب کیا۔ علامہ احمد میاں حمادی نے اپنے خطاب میں کہا کہ گوہر شاہی نے کلمہ طیبہ کے اسٹیکر میں لاالہ الااللہ کے بعد بجائے محمد رسول اللہ کے ریاض احمد گوہر شاہی شائع کرایا ہے ‘ نیز اس کی تمام تر گستاخیوں اور کفریہ باتوں کا ہمارے پاس مکمل ریکارڈ موجود ہے۔ علامہ احمد میاں حمادی نے کہا کہ اگر گوہر شاہی کو فوراً گرفتار نہ کیا گیا تو حالات کی تمام تر ذمہ داری حکومت سندھ پر ہو گی۔ مولانا محمد نذر عثمانی نے اپنے خطاب میں حکومت سندھ سے مطالبہ کیا کہ الک اخبار کے ایڈیٹر و مضمون نگار ایوب کھوسہ ‘ ذات پندرہ روزہ اخبار کے ایڈیٹر حکیم یوسف کھتری اور مضمون نگار نور حسن بھٹی اور گوہر شاہی جیسے شاتمان رسول کو توہین رسالت ایکٹ کے تحت سزائے موت دی جائے۔ حضرت لدھیانوی کے حکم پر حضرت کے رفیق خاص مولانا

سعید احمد جلالپوری نے مختصراً عالمانہ خطاب کیا۔ آخری خطاب مہمان خصوصی حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ مرزا قادیانی کی طرح گوہر شاہی آج کل مختلف مراحل طے کر رہا ہے' امام مہدی کا پاکستان میں ہونے کا اقرار' کلمہ طیبہ کے اسٹیکر میں تحریف' قرآن مجید کے چالیس پارے ہونے کا اقرار' روحانی سفر نامی کتاب میں حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس کی توہین' یہ ساری باتیں نشان دہی کرتی ہیں کہ گوہر شاہی کفر والحاد کی تمام حدیں پھلانگ چکا ہے اور میں فتویٰ دیتا ہوں کہ گوہر شاہی کافر ہے' اس سے میل جول اور اس سے تعلقات رکھنا حرام ہے۔ رات ایک بجے ختم نبوت کانفرنس حضرت لدھیانوی کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

جذبہ غیرت ایمانی

جھنگ سے سرگودھا جاتے ہوئے چنڈ پل کے متصل ایک دیہاتی آبادی ہے جس کا نام شیرے کا ٹھٹھ ہے' وہاں بھروانہ قوم آباد ہے اور ان میں کچھ قادیانی ہیں' چند سال پہلے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھی جماعت کے حکم سے وہاں پہنچے' جلسہ ہوا اور قادیانی جوتوں سمیت لاٹھیاں لے کر مسجد میں گھس آئے اور بہت ہنگامہ کیا۔ جلسہ میں تقریریں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا قاضی اللہ یار اور مولانا غلام حسین نے کیں اور مسلمان کامیاب ہوئے۔ دوسری بار جھنگ کے مبلغ مولانا غلام حسین بمعہ احباب وہاں پہنچے تو قادیانی بندوقیں لے کر مسجد میں آگئے' مسلمانوں نے قادیانیوں کے مناظرے کے چیلنج کو قبول کیا مگر قادیانی بھاگ گئے۔ تیسری دفعہ مولانا غلام حسین نے قادیانی مبلغ کے خلاف 298-C کے تحت پرچہ درج کروایا۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ جو قادیانی بندوق کے ساتھ مسلح ہو کر مولانا غلام حسین پر حملہ آور ہونے کے لئے آیا تھا اس کی ماں مسلمان تھی۔ مبلغین کے بار بار وہاں جانے کی وجہ سے غریب مسلمانوں کی حوصلہ افزائی ہوئی' چنانچہ 22 جولائی کو ایک خاتون جن کا نام صاحب بی بی ہے بھروانہ قوم سے تعلق رکھتی ہے' خاندان کے اکثر لوگ قادیانی ہیں' بیٹا بھی قادیانی ہے۔ صاحب بی بی 22 جولائی کو انتقال کر گئیں' انتقال سے قبل قادیانیوں نے بڑا زور لگایا کہ ہمارے فارم پر انگوٹھا لگا دے مگر صاحب بی بی نے انکار کر دیا' ایک قادیانی نے زبردستی گلہ دبا کر انگوٹھا لگوانا چاہا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ کامیاب نہ ہو سکا' قادیانیوں نے جماعت کو رپورٹ دی کہ ہم نے انگوٹھا لگوا لیا ہے۔ انتقال سے چند روز قبل مرحومہ چک حذا کے امام مسجد کے پاس آئی اور کہا خدا کے لئے آپ گواہ رہیں میں مسلمان ہوں اور میرے انتقال

کے بعد میرے جنازہ میں کسی قادیانی کو شریک نہ ہونے دینا' چاہے وہ میرا بیٹا ہی کیوں نہ ہو' تاکہ میں دنیا سے سرخرو ہو کر جاؤں' 22 جولائی کو جب صاحب بی بی کا انتقال ہوا تو قادیانیوں نے اپنی پوری جماعت کو اطلاع دے دی کہ صاحب بی بی ہمارے فارم پر کر چکی ہے' اس لئے جنازہ ہم نے پڑھنا ہے مگر الحمدللہ مسلمانوں کے تین چار نوجوان جن میں صاحب بی بی کا بھتیجا مہر وقار' مولوی عبدالرحمن' محمد عبداللہ' محمد یٰسین وغیرہ شامل تھے اعلان کر دیا کہ ہم کسی قادیانی کو جنازہ نہیں پڑھنے دیں گے' قادیانیوں کی پوری جماعت جنازہ کے وقت موجود تھی جن کی تعداد 40/50 افراد پر مشتمل تھی مگر ان چند نوجوانوں نے ہمت کر کے جنازہ خود پڑھایا اور کسی قادیانی حتیٰ کہ اس کے بیٹے کو بھی شامل نہ ہونے دیا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے سخت گرمی اور دھوپ میں جب صاحب بی بی کا جنازہ لایا گیا تو آسمان پر بادل چھا گئے اور ٹھنڈی ہوا چلنے لگی اور سارا دن موسم ٹھنڈا رہا۔ بعد ازاں قادیانیوں نے مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کیا اور انہیں بہت پریشان کیا تو انہوں نے جھنگ میں مولانا غلام حسین کے پاس جا کر حالات بتائے۔ چنانچہ 28 جولائی بروز بدھ کا جلسہ طے ہوا' جس میں قاری محمد رفیق' مولانا محمد سرور' مولانا محمد ایوب' شیخ مقبول نعیم اور مولانا غلام حسین وہاں پہنچے اور جلسہ شروع ہوا' تمام علماء کرام نے خطاب کیا اور آخر میں مولانا غلام حسین نے ڈیڑھ گھنٹہ مرزائیت کے موضوع پر خطاب کیا' مولانا نے کہا خبردار کسی قادیانی کو ہمارے معاملات میں دخل دینے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر آئندہ کسی قادیانی نے ہمارے معاملات میں دخل دینے کی کوشش کی تو ہم قانونی کارروائی کے ذریعہ اس کا مقابلہ کریں گے۔

خیر پور میرس میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے لٹریچر کی تقسیم

جمعیت علماء اسلام ضلع خیر پور کا ایک اہم اجلاس حضرت مولانا غلام محمد کی صدارت میں منشی ملاح منعقد ہوا جس میں تمام تحصیلوں کے امراء و ناظم عمومی حضرات نے شرکت کی۔ جس میں جماعت کے تمام اہم فیصلے کئے گئے۔ آخر میں ہزاروں کا پیاں لٹریچر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے تقسیم کیا گیا' اس کے علاوہ خیر پور کے تمام حضرات کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے اپنے علاقے میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھیں اور ضلع کی انتظامیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیوں کا نوٹس لے' شرکائے اجلاس نے 9 ربیع الاول کو تحصیل ٹھیڑی میرواہ گاؤں حاجانہ کورکسی کے واقعہ کی تحقیق ہائی کورٹ کے جج سے کرانے کا مطالبہ کیا۔

بہاول نگر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ کی تبلیغی سرگرمیاں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی نے بہاول نگر کے مختلف شہروں کا تبلیغی دورہ کیا۔ ربیع الثانی کا دوسرا جمعہ جامع مسجد عثمانیہ منچن آباد میں جناب ڈاکٹر اکرام الحق صاحب کے ہاں پڑھایا' عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد طارق کالونی میں قرآن مجید کا درس دیا۔ 10 ربیع الثانی کو نشتن خان کا دورہ کیا' مولانا محمد اکرم صاحب اور مولانا محمد حنیف صاحب سے ملاقات کے بعد ان کی مسجد میں قرآن مجید کا درس دیا۔ 12 ربیع الثانی کو ہارون آباد کی جامع مسجد تقویٰ میں درس قرآن دیا۔ 13 ربیع الثانی کو ڈونگہ بونگہ کے علاقہ کا دورہ کیا اور حاجی انیس صاحب سے ملاقات کی' بعد ازاں شہر میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ 15 ربیع الثانی کو منڈی صادق گنج کا دورہ کیا۔ 16 ربیع الثانی کو منچن آباد گئے اور ڈاکٹر انتصار الحق کے ہاں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کیا۔ مولانا نے ڈاکٹر انتصار الحق صاحب' جناب محمد احمد صاحب اور دیگر معززین علاقہ کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے ان تمام پروگرام کو ترتیب دیا۔

اکابرین ختم نبوت کا مانسہرہ کا دورہ

ضلع مانسہرہ زمانہ قدیم سے ہی اپنی حسن و خوبصورتی کے ساتھ ساتھ عالمی و روحانی حسن بھی رکھتا ہے' جس کی مثالیں مولانا رسول خان صاحبؒ' مولانا غلام غوث ہزارویؒ ہیں۔ قادیانی فتنے نے اپنے ابتدائی دور ہی سے اس ضلع میں زہریلے اثرات داخل کرنا شروع کر دیئے تھے' ضلع مانسہرہ کے گاؤں مثلاً داتا' سگدھار' بالاکوٹ' پکھلہ کے بعض لوگ اس کی لپیٹ میں آگئے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ابتداہی سے قادیانیوں کی شر انگیزیوں اور ارتدادی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی اور اس کے سدباب کے لئے ہر طرح سے اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ اسی سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مانسہرہ کے کارکنوں نے اکابرین ختم نبوت کے چار روزہ تبلیغی دورے کا اہتمام کیا۔ جن میں امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم' حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مولانا اللہ وسایا' مولانا خدا بخش اور دیگر اکابرین ختم نبوت نے شرکت فرمائی۔ مانسہرہ کے کارکنوں نے اکابرین سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کے لئے سکول اور کالج کے طلباء کے علاوہ دینی مدارس کے طلباء' کے لئے رد قادیانیت وعیسائیت کورس کا اہتمام کیا گیا۔ کورس کے اختتام پر باقاعدہ امتحان لیا گیا اور کامیاب امیدواروں میں اسناد اور انعامات تقسیم

کئے گئے۔ انعامات کی تقسیم حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے دست مبارک سے ہوئی۔ اس کے علاوہ مانسہرہ اور اس کے مختلف مقامات پر کانفرنسیں منعقد ہوتی رہیں جن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر حضرات نے رد قادیانیت پر خطابات فرمائے۔

اکابرین کے اس دورے کے دوران مولانا اللہ وسایا صاحب کی محنت اور کوشش سے اکابرین ختم نبوت نے ایک مدرسہ تحفظ ختم نبوت کے قیام کی منظوری دی۔ یہ مدرسہ خالصتاً شہری لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے۔ جو بعد نماز ظہر سے شروع ہو کر مغرب کی نماز تک جاری رہا کرے گا۔ اس مدرسہ کا قیام سکول و کالج کے طلباء کے دینی ذوق و شوق کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا گیا۔

مرزائیوں کی سازش

ایک سازش کے تحت ملک بھر میں PTC کمپنی کے تیار کردہ سن ڈراپ (Sun Drop) کوکنگ آئل کے ساتھ شیزان کمپنی کی تیار کردہ ایک ٹوماٹو کیچپ (Tomato Kechup) کی بوتل جس کی قیمت 32 روپے ہے مفت دی جا رہی ہے۔ مرزائی اپنی مصنوعات پاکستانی کمپنیوں کی آڑ میں پھیلا رہے ہیں۔ تمام مسلمانوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ دینی غیرت و حمیت کا ثبوت دیتے ہوئے شیزان کی مصنوعات کا پہلے کی طرح بھرپور بائیکاٹ کریں اور پاکستانی کمپنیاں جو کہ مسلمانوں کی ہیں سے درخواست ہے کہ وہ بحیثیت مسلمان اس سازش سے خود بھی بچیں اور پاکستان کے سادہ لوح مسلمانوں کو بھی اس سازش سے بچائیں۔

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے صوبائی امیر مولانا محمد منیر الدین نائب امیر حاجی سید شاہ محمد آغا جامع مسجد مرکزی کے خطیب قاری انوار الحق حقانی، قاری عبدالرحیم رحیمی، حاجی تاج محمد فیروز، چوہدری محمد طفیل احرار، حاجی نعمت اللہ خان، حاجی خلیل الرحمٰن، قاری غلام یٰسین، حافظ خادم حسین گجر اور غلام یٰسین آصف نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابقہ مقامی ناظم اعلیٰ اور جامع مسجد عمر ملتانی محلّہ کوئٹہ کے پیش امام قاری محمد اکبر کی اچانک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا، ان کی دینی خدمات کو سراہا اور دعائے مغفرت کی کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

گلاسکو ختم نبوت کانفرنس 30 جولائی 1999ء

قادیانیت کسی مذہب کا نام نہیں صرف دجل وفریب کا نام ہے۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی

قافلہ بخاری کے جانباز خانہ ساز نبوت کے تعاقب میں یہاں تک پہنچے ہیں۔ صاحبزادہ طارق محمود

جھوٹے مدعی نبوت کے خلاف پہلا جہاد سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے کیا تھا۔ مولانا محمد اکرم طوفانی

لندن (نمائندہ) برطانیہ سے آمدہ اطلاعات کے مطابق اسکاٹ لینڈ کے مرکزی شہر گلاسکو کی جامع مسجد میں جمعیت اتحاد بین المسلمین کے زیر اہتمام ایک روزہ ختم نبوت کانفرنس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ جس سے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی' صاحبزادہ طارق محمود' مولانا محمد اکرم طوفانی' مفتی منیر احمد اخون' صاحبزادہ سعید احمد' طٰہٰ قریشی' قاری محمد ابراہیم نے خطاب کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا' عقیدہ ختم نبوت ضروریات دین کا حصہ ہے۔ اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہو سکتا' انہوں نے کہا قادیانیت کسی مذہب کا نام نہیں بلکہ اس کی بنیاد دجل وفریب پر رکھی گئی ہے' انہوں نے کہا جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اور غلط تشریحات کر کے نئی نسل کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں' مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے کہا قادیانیت کا احتساب اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنا ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔ صاحبزادہ طارق محمود ایڈیٹر لولاک نے پرجوش خطاب میں کہا قافلہ بخاری کے جانباز قادیان کی خانہ ساز نبوت کا تعاقب کرتے ہوئے وہاں تک پہنچے ہیں جہاں سے اس کا خمیر اٹھایا گیا' انہوں نے کہا قادیانی مسئلہ کو اب تک ملاؤں کا مسئلہ قرار دیا جاتا رہا' خدا کا شکر ہے کہ یہ مسئلہ پارلیمنٹ فورم پر اسی سیاسی جماعت کے ذریعہ حل ہوا۔ جس سے قادیانی جماعت کو بڑی توقعات وابستہ تھیں' انہوں نے کہا یہ حضور سرور کائنات ﷺ کی ختم نبوت کا اعجاز ہے کہ نام نہاد نبوت نگر کا نام تبدیل کر کے اب "چناب نگر" رکھا گیا ہے' انہوں نے کہا لوئر کورٹس' لاہور ہائی کورٹ' کوئٹہ ہائی کورٹ' سپریم کورٹ آف پاکستان' وفاقی شرعی عدالت کے علاوہ جنوبی افریقہ کی عدالتوں نے قادیانیوں کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے' صاحبزادہ طارق محمود نے کہا کہ جب تک آقائے نامدار ﷺ کا آخری امتی بھی زندہ ہے قادیانیت ذریت کا تعاقب جاری رہے گا۔

مولانا محمد اکرم طوفانی نے کہا قرآن مجید کی ۱۰۰ آیات اور ۲۰۰ احادیث کے بعد بھی جس کو عقیدہ ختم نبوت سمجھ نہیں آتا اس کا خدا ہی حافظ ہے' انہوں نے کہا مسلمانوں کو ارتداد کے فتنہ سے بچانا امت کے علماء کا فرض ہے' انہوں نے کہا جھوٹے مدعی نبوت کے خلاف سب سے پہلا جہاد سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے کیا تھا' انہوں نے کہا کہ تحریک ختم نبوت کے اصل بانی حضرت ابوبکرؓ ہی تھے۔ طٰہٰ قریشی نے انگریزی میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت واحد جماعت ہے جو مستقل بنیادوں پر قادیانی فتنہ کے خلاف سرگرم عمل ہے' انہوں نے کہا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اس جماعت کی بنیاد رکھی اور قادیان میں داخل ہو کر قادیانی ذریت کو للکارا' شاہ جیؒ کا سب سے بڑا کارنامہ تمام مکاتب فکر کے دینی رہنماؤں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا تھا۔ مفتی منیر احمد اسون نے سیرت رسول کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی' انہوں نے کہا اسلام کا عالمگیر ہمہ گیر ہونا ختم نبوت کی دلیل ہے۔ حاجی محمد صادق نے سرور کائنات ﷺ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ حاجی محمد صابر نے اسٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے' کانفرنس کا اختتام شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی دعا سے ہوا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کی تبلیغی سرگرمیاں!

پشاور: قادیانی غیر مسلم اقلیت کے افراد ارتداد کے جال میں مسلم نوجوانوں کو گرفتار کرنے کی کوششوں میں اپنے پرانے ارتدادی حربے زن' زر' نوکری اور چھوکری کا بے دریغ استعمال کرنے سے کبھی بھی اور کسی صورت میں کوتاہی پیدا نہیں ہونے دیتے۔ اسی ارتدادی سرگرمیوں کے سلسلہ میں پشاور کے علاقہ ہشت نگری کا سعید نامی دکاندار جس نے دکانداری کی آڑ میں قادیانیت کے پرچار کا اڈا کھول رکھا ہے۔ علاقہ کے نوجوانوں کو سیر کے بہانے چناب نگر کی قادیانی چڑیلوں "حوروں" کا درشن کرانے کے لئے اپنے ہمراہ لے کر گیا۔ چناب نگر کے "اس بازار" میں مسلم نوجوانوں نے کیا دیکھا اور کیا کیا' اس کے متعلق تو جانے والوں یا پھر لے جانے والوں کو علم ہوگا' ہم کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن "تاریخ محمودیت" کے صفحات اس کے گواہ ہیں کہ چناب نگر کے مرزائی خلیفہ کے قصر غلاظت کی طرح وہاں دن سوتے اور راتیں جاگتی ہیں۔ بقول ایک مرزائی جس کا ذکر آنجہانی مرزا محمود نے اپنے خطبہ میں کیا اور الفضل نے اسے شائع کیا اور مسلمانوں کو خبر ہوئی کہ مرزائی کہتا نہیں بلکہ لکھتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کبھی کبھی زنا کیا کرتا تھا' جبکہ

مرزا محمود ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔ تذکرۃ المہدی میں ہے کہ ایک دفعہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ”لگائی“ سے زنا کیا اور اس کا............؟ آگے الفاظ کے متعلق قومی اسمبلی کے 1974ء کے سپیکر نے یہ کہہ کر پڑھنے سے انکار کر دیا کہ ان مرزائیوں کی ذہنیت ہی گندی ہے۔ تذکرۃ المہدی ’شہر سدوم‘ تاریخ محمودیت‘ چناب نگر کے اس بازار کے متعلق اچھی طرح معلومات ملتی ہیں۔بات پشاور کے قادیانی سعید کی نوجوانوں کو ہمراہ لے کر چناب نگر جانے کی ہے۔ چناب نگر جانے والوں میں مسلم نوجوان صابر حسین بھی تھا جو قادیانیت کے ارتدادی جال میں گرفتار ہو گیا اور سعید کے ساتھ مرزاڑے میں عبادت کے لئے بھی جاتا‘ ان کے اجلاسوں میں بھی شریک ہوتا۔ علاقہ ہشت نگری کے لوگوں نے مجلس کو یہ اطلاع دی کہ ایک صابر حسین نامی مسلم نوجوان سعید قادیانی کی تبلیغ کی وجہ سے دین اسلام کو چھوڑ کر قادیانیت کو قبول کر چکا ہے۔ جس پر علاقہ کے علماء کرام خصوصاً حاجی صابر حسین خطیب مسجد تقویٰ کے تعاون سے مجلس نے کوشش کی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے صابر حسین پر قادیانیت کے کفر ودجل کا پردہ چاک ہو گیا اور وہ قادیانیت سے تائب ہو کر تجدید ایمان وتجدید نکاح کا ایک سادہ پر وقار تقریب میں جو امیر مجلس پشاور مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی کی صدارت میں منعقد ہوئی میں تحریری طور پر قادیانیت سے تائب ہونے کا اعلان کر کے دامن رسول ﷺ سے اپنی وابستگی کا اعلان کیا۔ جس کے بعد ان تمام تحریری ثبوت کے ساتھ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے ناظم اور مرکزی شوریٰ کے رکن مولانا نور الحق نور نے علاقہ پولیس کو سعید قادیانی کے خلاف قانونی کارروائی کی باقاعدہ درخواست دی۔ جس پر پولیس نے فوری قانونی کارروائی کرتے ہوئے اس کو گرفتار کر کے اس سے قادیانیت کے پرچار کا لٹریچر‘ قادیانی قرآن کا ترجمہ دکان میں لگائے قرآنی آیات اور کلمہ طیبہ کے بورڈ برآمد کئے اور ملزم کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298 سی کے تحت مقدمہ درج کیا۔ مجلس نے پولیس کی بروقت کارروائی پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر علاقہ کے مسلمانوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین ملک حاجی صابر حسین صاحب اور دوسرے رفقاء کا شکریہ ادا کیا‘ ان کی کوششوں کو سراہا گیا کہ ان کی وجہ سے ایک نوجوان کو دامن رسول ﷺ سے وابستگی نصیب ہوئی۔ وکلاء کے ایک وفد نے ایک پینل تشکیل دیتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے قائدین کو بلامعاوضہ ہر قسم کے قانونی تعاون کی پیشکش کی۔ اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے قائدین نے ان تمام مسلمانوں کو مبارک باد دی جن کے مکمل تعاون سے یہ تمام کارروائی عمل میں لائی گئی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے رہنماؤں نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ اگر اس قسم کے کسی بھی واقعہ کی خبر ہو تو وہ مجلس پشاور کے امیر مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی جامع مسجد قاسم علی خان قصہ خانی یا ناظم مجلس مولانا نور الحق نور جامع مسجد ہشت نگری کو یا پھر فون نمبر 210800- 212839- 272767 پر اطلاع کریں۔ اگر قادیانیت کے پرچار کے گواہ موجود ہوں تو فوری طور پر علاقہ پولیس سے رابطہ کر کے مجلس پشاور کو آگاہ کریں تاکہ عاشقان رسول ﷺ کے تعاون سے ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جا سکے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے رد مرزائیت پر لٹریچر عالمی مجلس پشاور کے دفتر سے مفت حاصل کر کے خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھائیں۔ ☆☆☆☆

پکھلہ میں ختم نبوت کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مانسہرہ کے زیر اہتمام 23 جولائی کو مانسہرہ کے علاقہ پکھلہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں حضرت مولانا سید منظور احمد شاہ آسی اور مولانا مفتی محمود الحسن صاحب مبلغ ختم نبوت راولپنڈی نے شرکت کی۔ حضرت مولانا منظور احمد صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ پکھلہ میں مرزائی اپنی عبادت گاہ تعمیر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ہم ضلعی انتظامیہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مرزائیوں کی عبادت گاہ کی تعمیر کو روکیں ورنہ مانسہرہ کے غیور مسلمان قادیانیوں کی عبادت گاہ کو خود گرادیں گے جس کی تمام تر ذمہ داری انتظامیہ پر ہوگی۔

حکیم قاری محمد یونس کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی شوریٰ کے رکن حکیم الحاج قاری محمد یونس کے بھتیجے حکیم سعید احمد صاحب حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم اپنے چچا حکیم قاری محمد یونس صاحب کے دواخانہ ختم نبوت پر پریکٹس کر رہے تھے۔ مرحوم کی عمر 35 برس تھی ان کی جواں سال موت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین نے حکیم قاری محمد یونس صاحب سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعا کی اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آمین!

بقیہ از صفحہ 11

کے جارحانہ عزائم سے محفوظ رہ سکیں۔

علامہ نے فرمایا کہ قادیانیت 'یہودیت کا چربہ ہے۔ یہ صحیح ہے اور یقیناً" صحیح ہے۔ تو پھر میں اس بات کی تکمیل کرتا ہوں کہ ربوہ پاکستان میں اسرائیل ہے۔ علامہ اقبال ؒ کے مطالبہ کے مطابق قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

ختم نبوت زندہ باد ! پاکستان پائندہ باد !

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

نام کتاب : خطبات محمود

جلد اول : صفحات280

جلد دوم : صفحات274

جلد سوم : صفحات248

ناشر : ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ ہندوستان کے انتہائی عالم فاضل بزرگ رہنما تھے۔ شریعت وطریقت کے علوم کے جامع تھے۔ اپنے زمانہ میں ہندوستان میں ان کا فتویٰ اتھارٹی مانا جاتا تھا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کے خلیفہ ارشد تھے۔ آپ نے مخلوق خدا کی ہدایت ورہنمائی کے لئے جو خطبات ارشاد فرمائے انہیں پہلے ہندوستان میں اور اب پاکستان میں شائع کیا گیا ہے۔ تین جلدوں پر مشتمل خطبات کا مجموعہ اس وقت منظر عام پر آچکا ہے۔ جامع وناشر نے اسے شائع کر کے امت پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ امید ہے کہ اہل علم حضرات اسے قدر کی نظر سے دیکھیں گے۔ تینوں جلدوں کی قیمت =/300روپے ہے جو کہ بہت ہی مناسب ہے۔

نام کتاب : معارف الصرف شرح ارشاد الصرف

صفحات : 190

تصنیف : مولانا عبدالقیوم قاسمی صاحب

ناشر : مدرسہ معارف اسلامیہ نیو سعید آباد سیکٹر B/D کراچی نمبر 51

قیمت : 70روپے

ارشاد الصرف درس نظامی میں انتہائی اہمیت کی حامل کتاب ہے۔ مصنف نے اس کی شرح لکھ کر طلبہ کے لئے بہت بڑی سہولت پیدا کر دی ہے۔ طاہر والی کے حضرت مولانا منظور احمد نعمانی اور ظاہر پیر کے حضرت مولانا منظور احمد دونوں بزرگ اس وقت معقول ومنقول کے درجہ اجتہاد پر فائز ہیں ان کی تقریظات نے کتاب ثقاہت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ کتاب کے آخر میں جامع المعقولات والمنقولات حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کا رسالہ تیسر الابواب بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ جس سے یہ کتاب نور علی نور کا مصداق ہو گئی ہے۔ امید ہے کہ اہل علم حضرات اسے ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔

نعت رسول مقبول

میں مصرعہ اول مہ اختر سے لکھوں گا
پھر نعت تیری خامہ خور سے لکھوں گا

میں تیرے جمال رخ زیبا کی ستائش
دھو دھو کے قلم زم زم و کوثر سے لکھوں گا

اے ہادی اعظم ﷺ تیری رحمت کے قصیدے
میں نور بھرے صبح کے منظر سے لکھوں گا

میں پڑھ کے تہجد تیری ہر نعت کا مصرعہ
شبنم سے دھلی شاخ معطر سے لکھوں گا

میں بدر کے شیروں کی شجاعت کے تحفے
شہبازوں کے شاہینوں کے شہپر سے لکھوں گا

میں ان کے ہر اک نقش کف پا کی فضیلت
اے ماہ و ہفتا تیرے پیکر سے لکھوں گا

میں آپ ﷺ کے ہر سانس کی مہکار کی باتیں
خوش رنگ شگوفوں سے گل تر سے لکھوں گا

ہے خانہ آباد کی رونق کی دعائیں
دریوزگی رحمت سرور سے لکھوں گا

ہے جو بھی مسلمان طلب گار شفاعت
ہے پیار اسے سبط پیمبر سے لکھوں گا

مرزا حدید ... دیپالپور

بچوں کا صفحہ

مرزائیوں کے بڑوں کے لئے

اشتیاق احمد

نقصان کیا ہے؟

دنیا میں جتنے نبی بھی آئے اور جتنے رسول بھی آئے... سب کے سب نے یہ تو اطلاع دی کہ تمام نبیوں کے آخر میں ایک نبی آنے والے ہیں جو نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیں گے... لیکن کسی نبی اور رسول نے قیامت کی نشانیاں بیان نہیں فرمائیں... قیامت کے آثار نہیں بتائے' قیامت کے بارے میں پیش گوئیاں نہیں فرمائیں... جب کہ حضور نبی کریم ﷺ نے قیامت کے بارے میں پوری وضاحت کے ساتھ بتایا ہے... پوری ترتیب کے ساتھ بتایا ہے... مثال کے طور پر قیامت کے نزدیک ہونے کی نشانیاں اس طرح بیان فرمائیں کہ قیامت کے نزدیک گھر گھر سے گانے کی آواز آئے گی... سو ہم دیکھتے ہیں کہ آج گھر گھر سے گانوں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں... آپ ﷺ نے بیان فرمایا تھا... عورتیں ایسے لباس پہنیں گی کہ ننگی معلوم ہوں گی چنانچہ آج ایسے لباس بھی پہنے جا رہے ہیں وغیرہ۔ پھر قیامت سے پہلے جو واقعات ہونے ہیں ان کی تفصیل بیان فرمائی... مختصر طور پر یہ کہ دجال نکلے گا... پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے... وہ وقت صبح کی نماز کا ہوگا... نماز کے لئے اقامت کہی جا چکی ہوگی کہ لوگوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوتے نظر آئیں گے... پھر مسلمان ان سے درخواست کریں گے کہ وہ نماز پڑھائیں لیکن آپؑ انکار فرمائیں گے... اور فرمائیں گے کہ اس نماز کی اقامت امام مہدی کے لئے کہی جا چکی ہے' یہ نماز وہی پڑھائیں گے... اسی طرح پھر دجال کا قتل' یاجوج ماجوج کا نکلنا... پھر ان سب کا مر جانا... اس کے بعد اسلام کا دور دورہ... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شادی... وفات... پھر روضہ مبارک میں دفن ہونا... اور اس کے بعد آہستہ آہستہ گمراہی کا عام ہونا یہاں تک کہ مکمل طور پر گمراہی کا پھیل جانا...... وغیرہ... اور پھر قیامت کا واقع ہونا... اس کی بھی مکمل تفصیلات....

باقی تمام انبیاء کا اس قسم کی تفصیلات نہ بتانا اور صرف آپ ﷺ کا بیان فرمانا... اس کا مطلب آخر مرزائی یہ کیوں نہیں لیتے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آنا تھا... صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے ضرور نازل ہونا ہے....

اگر وہ اس بات پر ان آثار پر غور کر لیں تو تباہی کے گڑھے سے بچ سکتے ہیں... ورنہ جہنم کا گڑھا ان کے لئے تیار ہے۔ ہماری دعا ہے... وہ ضرور غور کر لیں... آخر غور کرنے میں نقصان کیا ہے۔ شکریہ

تاجدار ختم نبوت زندہ باد

فرما گئے یہ ہادی لانبی بعدی

ختم نبوت کانفرنس

۱۸
اٹھارویں سالانہ

مسلم کالونی چناب نگر

۷/۸ اکتوبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۶/۲۷ جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ بروز جمعرات، جمعہ

زیر صدارت
مخدوم المشائخ حضرت مولانا

خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ پاکستان

علماء، مشائخ
سیاسی قائدین
دانشور اور وکلاء
خطاب فرمائیں گے

فون نمبرز	
ملتان	514122
کراچی	7780337
لاہور	5862404
اسلام آباد	829186
سرگودھا	710474
گوجرانوالہ	215663
فیصل آباد	633522
چناب نگر	212611
کوئٹہ	841995
ٹنڈو آدم	71613

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، ملتان